

قیمتی تحفہ برائے وارثینِ انبیاء

حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یونیورسٹی



..... تفصیلات

کتاب کا نام :	قیمتی تحفہ برائے وارثین انبیاء
صاحب و عنوان :	حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
تاریخ اشاعت :	رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ، مطابق جون ۲۰۰۷ء
ناشر :	دارالترکیب، لیسٹر، یوک
ایمیل :	publications@at-tazkiyah.com
ویب سائٹ :	www.at-tazkiyah.com

ملنے کا پتہ

Islāmic Da'wah Academy,
120 Melbourne Road, Leicester
LE2 0DS. UK.

t: +44 (0)116 2625440
e: info@idauk.org

فہرست

تقریظ: حضرت مولانا ناصر غوب احمد صاحب لاچپوری مطہر العالی ۶

حسین فکر و عمل اور حسین تعلیم و تربیت

مدرسہ عربیہ اسلامیہ، آزاد اول، جنوبی افریقہ

حسین فکر و عمل اور حسین تعلیم و تربیت	۱۳
اللہ تعالیٰ کی صفتِ ستاری	۱۳
حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی توضیح اور انصاری	۱۴
اپنا حقیقی حال	۱۴
میں تو اپنی ذات کو خطاب کرتا ہوں	۱۵
اعمال کی تقسیم	۱۶
قلب کے اعمال کی تعبیر: سوچ	۱۷
اچھائی اور بُرائی کا مدار سوچ پر ہے	۱۸
دل کی تمام کیفیات پر اللہ کی یاد غالب آجائے	۱۹
جو عالمی طرف ہوتے ہیں ہمیشہ حکم کے رہتے ہیں	۲۱
ترزکیہ کی برکت سے سوچ بدلتی ہے اور پھر اعمال	۲۲
حضرت مولانا عمر صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عجیب بات	۲۲
بغیر ترکیہ کے دین کی خدمت بھی بے کار ہوتی ہے	۲۳
تخلیق اور تحملیق کا نتیجہ ترکیہ	۲۴
ہمارے بزرگوں کی امتیازی شان	۲۶
موطاً امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت کا راز	۲۶

۲۷	حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب واقعہ.....
۲۸	ہمارے اکابر کا اخلاص
۲۹	ہمارے اکابر چھپتے تھے اور ہم چھپتے ہیں
۳۱	ابراہیم تینی رحمۃ اللہ علیہ کا بے مثال ایثار.....
۳۲	عشاء کے وضو سے فجر کی نماز
۳۳	امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا یومیہ دوسو (۲۰۰) رکعتاں نوافل کا معمول.....
۳۴	پومیہ تین سو (۳۰۰) اور پانچ سو (۵۰۰) رکعتاں نوافل کا معمول
۳۵	پچاس (۵۰) اور ستر (۷۰) سال تک تکمیر اولیٰ کا اہتمام.....
۳۶	اوٹ پرسواری کی حالت میں راستے میں دو قرآن کا ختم
۳۷	امام مسروق رحمۃ اللہ علیہ کا مجاہدہ
۳۸	حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا مجاہدہ
۳۹	محمد بن سماعہ القاضی رحمۃ اللہ علیہ کا تکمیر اولیٰ کا تیس (۳۰) سال تک اہتمام
۴۰	حضرت ابو عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ کا حیرت آنگیز عمل
۴۱	حضرت ابو عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ کا علم پر فوراً عمل
۴۲	محبوب بنے کا طریقہ
۴۳	ہماری ذمہ داری
۴۴	تلہنگ کے مختلف طریقے
۴۵	مغفرت نہ کرنی ہوتی تو عالم نہ بناتا
۴۶	مرتے دم تک طالب علم
۴۷	خشیت: کامیابی کی کنجی
۴۸	علماء کی پہچان: خشیت
۴۹	ترکیہ کا راستہ

۳۸.....	حکیم اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا علماء کے بارے میں ایک قیمتی مفہوم
۵۰.....	صاحب نسبت ہونے کی دلیل
۵۱.....	دعا

مدرسین کے لئے مختصر مگر کام کی باتیں

الفلاح اکیڈمی، لو سا کا، زامبیا

۵۵.....	مدرسین کے لئے مختصر مگر کام کی باتیں
۵۵.....	تزکیہ اور اصلاحِ نفس کی فکر
۵۶.....	علمی استعداد کو خوب مضبوط کریں اور درس کے لئے اچھی طرح تیاری کریں
۵۷.....	وقت کی پابندی اور اس کا صحیح استعمال
۵۸.....	اصلاح کے اپنے شیخ سے رابطہ کا اہتمام
۵۸.....	معمولات کی پابندی
۵۸.....	نظام الاؤقات اور اس کی پابندی
۵۹.....	تقویٰ کے ساتھ اعمالِ صالحہ کا اہتمام
۶۰.....	ہر ایک کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آنا چاہئے
۶۰.....	ہر ادارے کو تعلیم و تربیت میں مثالی ہونا چاہئے
۶۱.....	قاعدے قانون سے تربیت نہیں ہوگی
۶۱.....	سب کے لئے دعا کا اہتمام
۶۲.....	ماخذ و مراجع



تقریط

حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب لاچپوری مددہم العالی

مؤلف تالیفاتِ مفیدہ و کثیر و مجشی مرغوب الفتاوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

علماء دیوبند کی وہ شخصیات جنہیں آج ہم: شیخ الہند، حکیم الامم، شیخ الاسلام، حکیم الاسلام، مفتکرِ اسلام، مسح الامم، مفتکرِ ملت، مجاہدِ ملت، مبلغِ اسلام، شیخ الحدیث، شیخ القرآن، مفتقِ عظیم، داعی الی اللہ جیسے بامعنی اور حقیقت پر مشتمل القاب و خطابات سے یاد کرتے ہیں، یہ وہی طلباء ہیں جنہوں نے صرف مدرسہ کی چہار دیواری میں نہیں، بلکہ ایک ایسے پاکیزہ ماحول میں رہ کر علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی کی تکمیل فرمائی ہے جہاں چپر اسی سے لے کر شیخ الحدیث تک تمام افراد صاحبِ نسبت تھے اور جنہوں نے عالم کے چھپے چھپے کو اپنے روحانی و تعلیمی و تبلیغی فیض سے منور کر دیا۔ یہ سطر یہ صرف مبالغہ یا کاغذ کی نری زینت کے طور پر نہیں لکھی گئیں، کوئی بھی صاحبِ انصاف اس کی حقانیت کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایک طائر ان نظر ان کی خدمات پر کسی جائے تو معلوم ہو گا کہ ان کے فیض سے لاکھوں قرآن کے حفاظ، ہزاروں مصنفوں، سینکڑوں مصلحین و مرشدین و مبلغین کی ایسی جماعت تیار ہوئی جس نے دنیا کی کایا پلٹ کر کر کھدی۔

افسوں ہے کہ آج کچھ لوگ ایسے بھی نظر آتے ہیں جو مدارس کی خدمت کو صفر بتلاتے ہیں، ان کی زبانوں سے ایسے جملے سننے کو ملتے ہیں اور ان کی تحریروں سے ایسی سطر یہیں

پڑھنے کو ملتی ہیں جن پر بہت معدرت کے ساتھ لکھنے پر مجبور ہوں کہ یا تو وہ خواب کی دنیا میں رہتے ہیں یا بالقصد حقیقت سے ناواقف بن کر تجاذبِ عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ چند افراد کے غیر حقیقت پسندانہ بلکہ عصیت سے معمور اظہارِ خیال کی حقائق کی دنیا میں کچھ بھی حیثیت نہیں ہو سکتی۔

آپ حقیقت پسندی کے ساتھ دیکھئے کہ ان حضرات نے تصنیف میں قدم اٹھایا تو تفسیرِ قرآن، شروح احادیث اور فقہ و فتویٰ کے علاوہ مختلف موضوعات پر دفاتر کے دفاتر تیار کر لئے، اور علم کے ایسے کتب خانے وجود میں آئے کہ امم سابقہ میں ان کا عشرہ عشیر بھی نہیں ملتا۔ مدارس و مکاتب کا ایسا جال بچھایا کہ دنیا کے اکثر ممالک میں قال اللہ اور قال الرسول ﷺ کی آوازیں گونجنے لگیں۔ مدارس کے انہی فضلاء کے طفیل مسجد مکاتب دینیہ کا مثالی نظام جاری و ساری ہے۔ اسی طرح احاطات کے اس دور میں بھی انہی مدارس سے فارغ ہونے والے اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے خانقاہ کے ذریعہ اصلاح نفس اور ترقی کیہ باطن کی عظیم ذمہ داری بھی سنھالے ہوئے ہیں جو مقاصدِ نبوت میں بڑی اہمیت کی حامل ہے، اور قرآن کریم نے مختلف جگہوں پر ان الفاظ میں اس کا اعلان کیا ہے:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأَمَمِينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتَلَوُ عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ

وَيُنَزِّكُهُمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (جمعۃ: ۲)

وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جوان کے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کریں، اور ان کو پا کیزہ بنا کیں، اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں۔

رجالِ کار چونکہ اُمّت کو مدارسِ اسلامیہ ہی سے مہیا ہوتے ہیں اس لئے اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ مدارسِ اسلامیہ اور مکاتبِ دینیہ میں اعلیٰ تعلیم کے ساتھ بہترین تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی جائے، والدین بڑی مالی قربانیوں سے اپنے نورِ عین اور لحیت جگر کو مدارس اور اربابِ انتظام کے حوالے کرتے ہیں، ان کے اوقات کا ہر ہر سینڈ امانت ہے، ان کی تعلیم و تربیت سے ذرا سی بھی غفلت آخرت کے مواد کا سبب بن سکتی ہے، ہم سب ہی کے لئے بڑے غور و فکر کا مقام ہے کہ اس ذمہ داری کو ہم احسن طریقے پر نبھائیں۔

زبانِ سیمی سے نکلی ہوئی چند موثر نصیحتیں برائے علماء اس مجموعہ میں جمع کی گئی ہیں، کہنے کو تو یہ علماء کے لئے ہیں، لیکن انصاف سے مطالعہ کیا جائے تو علماء و طلباء اور عوام سب کے لئے یکساں مفید اور ضروری ہیں۔ زندگی کے کسی شعبے میں رہتے ہوئے اگر ہماری سوچ اور فکر کی راہ درست اور صحیح نہیں تو اچھے نظر آنے والے اعمال بھی برے ہیں اور فکر کی درستگی سے بظاہر دنیا نظر آنے والے اعمال بھی دین بن جاتے ہیں۔ موصوف نے بڑی عمدگی سے صرف زبان سے نہیں بلکہ قلبِ مضطرب سے اپنے دل کی فکر کو علماء کے سامنے پیش کیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت برتاؤ نہیں، بلکہ پورے یورپ میں، اور صرف وعدو و خطابت میں نہیں، بلکہ اصلاح و تربیت کے میدان میں موصوف لاٹاٹی ہیں۔

ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے اندازِ بیان اور

انہی کلمات کو آپ کے تلامذہ نے کاغذ کے حوالے کر کے اس پیغام کو غائبین تک بھی پہنچانے کا انتظام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مواعظ کو بے انتہا قبول فرمائے اور جس مقصد کے لئے یہ بتیں کہی گئی ہیں ان میں کامیابی نصیب فرمائے، آمین۔

مرغوب احمد لاچپوری

۲ شعبان المظہم ۱۴۳۸ھ، مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۱۹ء، بروز پیر

حضرت حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات اور مواعظ و مفہومات کی تاثیر

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس دور میں دین کی صحیح سمجھ پیدا کرنے کے لئے، دین کا صحیح طریقہ سیکھنے کے لئے حضرت حکیم الامّت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات، ان کے مواعظ و مفہومات سے بڑھ کر کوئی شے موتھ نہیں، کوئی مجھے شخصیت پرستی کا طعنہ دے تو دیا کرے، کوئی مجھے یہ کہے کہ یہ جانب داری سے کام لے رہا ہے تو کہا کرے، لیکن پہلے یہ بات تقلید اماں لی تھی، اب تحقیقاً کہہ رہا ہوں کہ دین کی سمجھ اور اس پر عمل کا مزاج و مذاق جو حکیم الامّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور مواعظ و مفہومات میں ملے گا، اس دور میں کہیں اور نہیں ملے گا۔

(دارالعلوم کراچی ۱۴۳۸ھ میں دورہ حدیث کے طلبہ سے خطاب)

علماء کرام کے لئے ایک اہم اور قیمتی نصیحت

حکیم الامّت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

یاد رکھئے! جو عالم مدرسے سے فارغ ہو کر خانقاہ میں نہ جائے (یعنی اپنی اصلاح نہ کرائے) وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص وضوء کر کے اسی پر قناعت کرے اور نماز نہ پڑھے، محض پڑھنے پڑھانے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک کہ اہل اللہ کی صحبت میں نہ رہے۔

ہم نے ایک آدمی بھی ایسا نہیں دیکھا کہ درس اور کتابی اعتبار سے پورا عالم ہوا اور صحبت یافتہ نہ ہوا اور پھر اس سے ہدایت ہوئی ہو، اور ایسے بہت سے دیکھے ہیں کہ شین اور قاف بھی ان کا درست نہیں، یعنی کتابی اور درسی علم حاصل نہیں، لیکن صحبت حاصل ہو جانے کی برکت اور فیض سے دین کی خدمت کرتے ہیں، پس نہ اعلم شیطان اور معلم باعور کا سا ہے۔

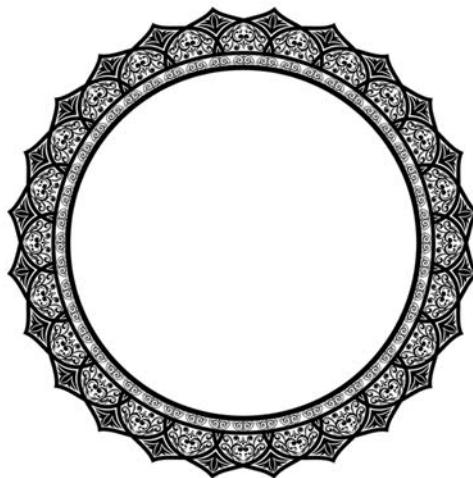
دین سے کامل مناسبت بزرگوں کی صحبت ہی سے ہوتی ہے، کتابوں سے نہیں ہوتی، کتابی قابلیت کیسی ہی اونچی ہو، کتنا ہی بڑا ذی استعداد ہو، شیخ کامل کی صحبت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

(تحفۃ العلمااء: جلد ۱، ص ۲۰۳، ۲۰۰۷)

حسین فکر و عمل

اور

حسین تعلیم و تربیت



حضرت مولانا محمد سلیم دھرات صاحب دامت برکاتہم
بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یونیورسٹی



..... تفصیلات

وعظ کا نام	:	حسین فکر و عمل اور حسین تعلیم و تربیت
صاحب وعظ	:	حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
تاریخ وعظ	:	ربيع الاول ۱۴۲۳ھ، مطابق دسمبر ۱۹۰۵ء
مقام وعظ	:	دارالعلوم آزادوں، جنوبی افریقہ



حسین فکر عمل اور حسین تعلیم و تربیت

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوٰةُ وَالسَّلٰامُ عَلٰى مَنْ لَا نَبِيٌّ بَعْدُهُ أَمَّا بَعْدُ: فَاعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ: ﴿قُلْ هٰلٰكَ مَنْ يَعْلَمُ بِالْأَبَابِ﴾ (الزمر: ۹) صَدَقَ يَعْلَمُوْبَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُوْبَ، إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَبَابِ ﴿الزمر: ۹﴾

اللّٰهُ مَوْلٰانَا الْعَظِيْمِ، وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْأَمِيْرُ الْكَرِيْمُ، وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمَنْ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِيْ، وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِيْ يَفْقَهُوْا قُولِيْ، سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَمْنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ، اللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِمَا عَلَمْنَا وَعَلَمْنَا مَا يَنْفَعُنَا. إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلٰى النَّبِيِّ، يَأْتِيهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا صَلُوْا عَلَيْهِ وَسَلَّمُوا تَسْلِيْمًا، اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰانَا مُحَمَّدِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَتَبَاعِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ.

اللّٰہ تعالیٰ کی صفتِ ستاری

اللّٰہ تعالیٰ شانہ کے بے شمار احسانات میں سے ایک بہت بڑا احسان لوگوں کا حسن ظن ہے، اللّٰہ تعالیٰ شانہ ہماری تمام تر نالائقیوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں اور لوگوں کی نظرؤں سے ہمارے عیوب کو چھپاتے ہیں، جب وہ ہمیں دیکھتے ہیں؛ ہمارا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرننا دیکھتے ہیں، جب وہ ہماری گفتگو کو سنتے ہیں، تو انہیں خوبیاں ہی خوبیاں نظر آتی ہیں، مگر یہ اس لئے نہیں کہ ہمارے اندر خوبیاں ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ شانہ کی صفتِ ستاری کا فرمایا ہوتی ہے، جب کوئی ہماری تعریف کرتا ہے تو وہ ہماری تعریف نہیں کر رہا ہوتا ہے، بلکہ وہ در

حقیقت اللہ تعالیٰ شانہ کی صفت ستاری کی تعریف کر رہا ہوتا ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکنی رحمۃ اللہ علیہ کی تواضع اور انکساری

سید الاطائف حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکنی رحمۃ اللہ علیہ بہت اوپنے درجے کے آدمی تھے، چشمِ فلک نے ایسے کم لوگ دیکھے ہوں گے، اس روئے زمین پر ایسے لوگ کم ہی پیدا ہوئے ہوں گے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے لوگ محبت کرتے ہیں اور میرے ساتھ عقیدت کا معاملہ کرتے ہیں، یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے مجھ پر ستاری کا پردہ ڈال رکھا ہے، اگر تھوڑی دیر کے لئے اللہ تعالیٰ شانہ ستاری کے اس پردے کو ہٹا لیں تو میرے پاس آنا تو دور کی بات، لوگ مجھے دیکھنے کے لئے بھی تیار نہ ہوں۔^۱

اپنا حقیقی حال

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں تو یہ بات تواضع اور انکساری کی ہے، جہاں تک میرا تعلق ہے تو عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہے، مسجد میں علماء، فضلاء اور صاحب نسبت بزرگوں کے مجمع میں بیٹھا ہوا ہوں، بغیر تصنیع کے میں عرض کر رہا ہوں کہ حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے ستاری کا پردہ ڈال رکھا ہے، حضرت دامت برکاتہمؐ جیسے صالح لوگ محبت سے دیکھتے ہیں، اور اسی کا نتیجہ ہے کہ حضرات علماء کرام کے ساتھ بیٹھ کر کچھ مذاکرہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، آپ سب حضرات اربابِ علم و فضل ہیں، دل کی گہرائی سے میں آپ حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ شانہ ستاری کے

^۱ روح کی بیماریاں اور ان کا علاج، جس: ۱۵۲

^۲ حضرت مولانا عبد الحمید اسحاق صاحب دامت برکاتہم، غلیظ عارف باللہ حضرت حکیم اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور بانی و مہتمم مدرسہ عربیہ اسلامیہ، آزاد اول، جنوبی افریقیہ۔

اس معاملے کو موت تک اور جنت تک باقی رکھیں۔ (آمین)

اربابِ معرفت اور حضرات علماء کرام کے مجمع میں میرے جیسے نااہل کا بولنا جسارت کے سوا کچھ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ شانہ قرآن و حدیث کی روشنی میں، بزرگوں کی تعلیمات کی روشنی میں ایسی باتیں کہنے کی توفیق عطا فرمائیں جو سب سے پہلے میرے لئے نافع ہوں اور اس کے بعد میرے سب ساتھیوں کے لئے بھی نافع ہوں۔ (آمین)

میں تو اپنی ذات کو خطاب کرتا ہوں

میرے محظوظ حضرت حاجی محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ میرا ایک مرتبہ باربے ڈوس (Barbados) جانا ہوا تھا، وہاں ایک واقعہ پیش آیا تھا جس کا آخری حصہ یہ ہے کہ حضرت نے مجھے مخاطب بنایا کہ تمہیں یہ غلط فہمی کب سے ہے کہ میں جب بیان کرنے کے لئے بیٹھتا ہوں تو لوگوں کو خطاب کرتا ہوں؟ میں تو جب بھی بیان کرتا ہوں تو اپنی ذات کو خطاب کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ مجلس میں شریک لوگ بھی سن لیتے ہیں۔

میں بھی جوبات عرض کرنے جا رہا ہوں وہ میری اپنی ضرورت ہے، میں اپنی ذات سے مخاطب ہوں، میں نے بہت غور کیا کہ حضرات علماء کرام کی مجلس ہے، حضرت نے بڑا احسان فرمایا کہ میرے لئے اتنے سارے علماء کو بیہاں جمع فرمایا اور مجھے ان کی صحبت نصیب ہوئی، یہ موقع میری زندگی کا ایک قیمتی سرمایہ ہے، میں نے سوچا کہ ایسی کوئی بات عرض کرنی چاہئے جس کی مجھے ضرورت ہے تاکہ مجھے نفع ہو، اور مجھے قوی امید ہے کہ اتنے سارے علماء اور صلحاء کے وجود کی برکت سے مجھے ان باتوں پر عمل کی ضرورت تو فیض نصیب ہوگی۔

اعمال کی تقسیم

غور و فکر کے نتیجے میں ایک خاکہ ذہن میں آیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ انسان سے صادر ہونے والے اعمال دو قسم کے ہیں، کچھ اعمال قلب سے صادر ہوتے ہیں اور کچھ اعمال قالب یعنی جسم کے دوسرے اعضاء سے، حدیث ^{إنما الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ} کے بارے میں بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ یہ ریغ الدین ہے۔^۱ اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ثلث الدین ہے۔^۲ اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ حدیث نصف العلم ہے، یعنی علم اور دین کا آدھا حصہ، پھر ہر ایک نے اپنے اپنے قول کی توجیہ فرمائی ہے، جن حضرات نے یہ کہا کہ حدیث ^{إنما الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ نَصْفُ الْعِلْمِ} ہے، انہوں نے یہ توجیہ کی ہے کہ اعمال کی دو قسمیں ہیں؛ کچھ اعمال وہ ہیں جو قلب سے صادر ہوتے ہیں، اور کچھ اعمال وہ ہیں جو قالب سے صادر ہوتے ہیں، قلب سے صادر ہونے والے اعمال دین کا آدھا حصہ ہوا اور قالب سے صادر ہونے والے اعمال یہ دین کا دوسرا آدھا حصہ ہوا، حدیث ^{إنما الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ} میں قلب سے صادر ہونے والے اعمال کی اصلاح کی طرف متوجہ کیا گیا ہے، گویا یہ دین کا آدھا حصہ ہو گیا۔^۳

پھر قلب سے جو اعمال صادر ہوتے ہیں ان میں کچھ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے، اسی طرح اعضاء سے صادر ہونے والے جتنے اعمال ہیں ان میں بھی کچھ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جنہیں

^۱ مرقاة المفاتیح: ۹۷

^۲ مرقۃ المفاتیح: ۹۷

^۳ مرقۃ المفاتیح: ۹۷

اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے، قلب سے صادر ہونے والے وہ اعمال جنہیں اللہ تعالیٰ شانہ پسند فرماتے ہیں انہیں خصال کل، اخلاقِ حمیدہ اور اخلاقِ حسنہ کہا جاتا ہے، اور دل سے صادر ہونے والے وہ اعمال جنہیں اللہ تعالیٰ شانہ پسند نہیں فرماتے انہیں رذائل یا اخلاقِ رذیلہ کہا جاتا ہے، جسم سے صادر ہونے والے وہ اعمال جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں انہیں مامورات یا اوامر کہتے ہیں، اور وہ اعمال جنہیں اللہ تعالیٰ شانہ پسند نہیں فرماتے انہیں منہیات یا نواعی کہتے ہیں۔

اخلاقِ حمیدہ اور مامورات سے ہمارا قلب اور قلبِ مزین ہونا چاہئے، اور اخلاقِ رذیلہ اور منہیات سے ہمارا قلب اور قلب پاک رہنا چاہئے، یہ میری اپنی ضرورت ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ شانہ مجھ سے یہ چاہتے ہیں کہ میرا قلب اخلاقِ رذیلہ سے پاک رہے اور اخلاقِ حمیدہ سے آراستہ ہو جائے اور میرا قلب منہیات سے دور رہے اور مامورات سے مزین ہو جائے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دیں، اس کے لئے محنت اور کوشش کی توفیق دیں، اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ شانہ نے تزکیہ کا جو صاف شفاف راستہ ہمیں بتایا ہے اس پر چلنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

قلب کے اعمال کی تعبیر: سوچ

قلب کے جو اعمال ہیں ان کی تعبیر اگر میں اپنی زبان میں کروں تو یہ ایک سوچ ہے، حسد ایک سوچ ہے، میرے دل میں ایک سوچ، ایک خیال جم جاتا ہے کہ میں فلاں کو اپنے سے بڑی حیثیت میں دیکھنا نہیں چاہتا، اور حسد کے بالکل برعکس خیز نواہی بھی ایک سوچ ہے کہ دل یہ چاہتا ہے کہ فلاں صاحب مجھ سے بڑے ہیں، اللہ کرے اور بڑے ہو جائیں،

حسد بھی ایک سوچ ہے اور خیرخواہی بھی ایک سوچ ہے، اسی طرح کبر ایک سوچ ہے، دل میں یہ بات جنم جاتی ہے کہ میں بڑا اور یہ چھوٹا، میں اعلیٰ اور یہ ادنیٰ، میں افضل اور یہ مفضول، یہ ایک سوچ ہے، اور اس کے بر عکس تواضع ہے، وہ بھی ایک سوچ ہے کہ یہ بھی مجھ سے بڑا، یہ بھی مجھ سے بڑا اور یہ بھی مجھ سے بڑا، اور میں سب سے چھوٹا، اسی طرح اخلاص ایک سوچ ہے کہ میں یہ کام صرف میرے خالق کو راضی کرنے کے لئے کر رہا ہوں، اور یا بھی ایک سوچ ہے کہ کہ میں یہ کام دوسروں کی تعریف کے لئے اور دوسروں کو خوش کرنے کے لئے کر رہا ہوں۔

باطن میں ایک سوچ ہوتی ہے، انسان اپنے اوپر جیسی محنت کرتا ہے، جیسے ماحول میں رہتا ہے، جیسی صحبت میں بیٹھتا ہے، جیسے لوگوں کی تحریرات پڑھتا ہے، جیسی چیزیں V.T. (ٹیلی ویژن) پر دیکھتا ہے، جیسی چیزیں ریڈیو (Radio) سے سنتا ہے، سوچ ویسی بنتی ہے، اور یہ سوچ دل میں ایسی جنم جاتی ہے کہ اعمال بھی پھراہی کے مطابق صادر ہوتے ہیں، اس لئے سب سے پہلا کام جس کو کرنے کی ضرورت ہے وہ قلب کے اعمال کو حسین بنانا ہے، اندر کے اعمال یعنی اندر کی سوچ ہر اعتبار سے اچھی ہو جائے، بخل کی بُری سوچ نکل جائے اور سخاوت کی حسین سوچ آجائے، ناشکری کی بُری سوچ نکل جائے اور شکر کی حسین سوچ آجائے، حب مال کی بُری سوچ نکل جائے اور زہد کی حسین سوچ آجائے، تکبیر کی بُری سوچ نکل جائے اور تواضع کی حسین سوچ آجائے۔

اچھائی اور بُرائی کا مدار سوچ پر ہے

اندر کی اچھائی اور بُرائی کا مدار سوچ پر ہے، اگر سوچ صحیح ہے تو اندر اچھائی ہے اور اگر سوچ غلط ہے تو اندر بُرائی ہے، اگر اندر اچھائی ہے تو جسم سے ہونے والے اعمال بھی اس اچھائی کی

وجہ سے اچھا ہوگا، اور اگر اندر برائی ہے تو جسم سے ہونے والا عمل بھی اس برائی کی وجہ سے برا ہو گا چاہے ظاہر میں وہ عمل کتنا ہی اچھا کیوں نظر نہ آئے، مثال کے طور پر ایک شخص کر سی چھوڑ کر فرش پر بیٹھ گیا، یہ عمل بظاہر تواضع والا ہے، مگر اس کی سوچ بُری ہے کہ میں تو کرسی کے قابل تھا مگر میں تواضع اختیار کر کے فرش پر بیٹھ گیا، اس کی اس غلط سوچ کی وجہ سے تواضع والا عمل بھی بُرا ہو گیا، یہ تواضع کی شکل میں تکبیر ہو گیا، اس لئے کہ فرش پر بیٹھا ہے مگر سوچ غلط ہے کہ میں کرسی پر بیٹھنے کا اہل ہوں، تواضع تب ہوتی جب فرش پر بیٹھتا اور دل میں سوچ یہ ہوتی کہ کرسی تو کیا، میں تو فرش پر بیٹھنے کے قابل بھی نہیں ہوں، اگر زمین پر کسی کونے میں جگہ مل جاتی تو بھی میرے لئے بہت تھا، مگر اللہ کا فضل ہوا کہ لوگوں کے دلوں میں میری محبت ڈالی اور مجھے فرش پر بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی، اب یہ عمل تواضع والا ہو گیا اس لئے کہ سوچ صحیح ہے، تزکیہ کے ذریعے سوچ بدلتی جاتی ہے، مجاہدہ اور نفس کی مخالفت کی برکت سے، شیخ کی صحبت کی برکت سے، ذکر اللہ کی کثرت کی برکت سے سوچ بدلتی ہے، سوچ کبر سے تواضع کی طرف، حسد سے خیرخواہی کی طرف، بے صبری سے صبر کی طرف، ناشکری سے شکر کی طرف، نفرت سے محبت کی طرف بدلتی ہے۔

دل کی تمام کیفیات پر اللہ کی یاد غالب آجائے

میرے حضرت لدھیانوی حَشْمَانِيَّة ارشاد فرماتے تھے کہ اتنا ذکر کرو، اتنا ذکر کرو کہ ذکر کی کیفیت دل کی ساری کیفیات کو مغلوب کر دے۔ لے یعنی ہماری جتنی الٰہی اور غلط سوچ ہیں، وہ مغلوب ہو جائیں اور ذکر اللہ غالب ہو جائے، جب ذکر اللہ غلط سوچ اور بُری کیفیات کو

مغلوب کردے گا تو پھر صحیح اور اچھی سوچ کے لئے دل میں جگہ بننے گی اور کامیابی نصیب ہوگی، اس لئے نفس کی مخالفت کرنی چاہئے، اور ساتھ ساتھ ذکر اللہ اور صحبت صالح کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہئے تاکہ ذکر اللہ ہمارے باطن پر غالب ہو جائے اور ہماری سوچ صحیح ہو جائے، اور سوچ کا صحیح ہو جانا یہی باطن کی درستگی ہے، اسی لئے تکبیر اور بڑائی کی سوچ کو ختم کر کے عبیدیت اور تواضع کی سوچ کی ترغیب دی جاتی ہے۔

تو کو اتنا مٹا کہ تو نہ رہے
تیری ہستی کا رنگ و بو نہ رہے

خود کو اتنا مٹاؤ کہ مٹنے کے بعد مٹنے کا احساس بھی باقی نہ رہے، ایک بکری کو جب ذبح کرتے ہیں تو اس کی کھال اتارتے ہیں پھر اس کے گوشت کے ٹکڑے کر کے اسے تقسیم کرتے ہیں، اور اس طرح بکری کی ہستی اور اس کا وجود مٹ جاتا ہے، مگر جب تک بکری کے خون کا رنگ، اس کی بو اور آلاش باقی رہتی ہے، اس وقت تک ذہن بکری کے وجود کی طرف منتقل ہوتا رہے گا اور بکری کی ہستی ذہن میں باقی رہے گی، تو شاعر کہتا ہے کہ ”تو“ کو مٹاؤ اور اتنا مٹاؤ کہ تم کچھ تھے اس کا اثر بھی باقی نہ رہے، اور یہ ہو گا ذکر اللہ سے، جب اللہ کی یاد سے دل ذا کراور منو رہو جائے گا تو پھر اس ”تو“ اور ”انا“ کا خاتمہ ہو جائے گا،

تو کو اتنا مٹا کہ تو نہ رہے
تیری ہستی کا رنگ و بو نہ رہے
ہُو میں اتنا کمال پیدا کر
کہ ہُو تو رہے، تو نہ رہے

نیک صحبت اور ذکر اللہ کی کثرت سے اللہ تعالیٰ کی یاد کو جب دل میں رچایا اور بسا یا جاتا ہے تو غفلت کے پردے چاک ہو جاتے ہیں، دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے سرشار ہو جاتا ہے، اور دل کی سوچ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہو جاتی ہے، اور 'تو اور میں' کا وجود ختم ہو جاتا ہے، اب بڑائی کے بجائے ت واضح ہو گی اور احساس برتری کے بجائے فروتنی ہو گی۔

جو عالی ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے رہتے ہیں

جو حوصلے والے ہوتے ہیں، جو بڑے ہوتے ہیں، کمال والے ہوتے ہیں وہ ہمیشہ جھک کے رہتے ہیں، پھل دار ہنی، پھلوں سے لدی ہوئی ہنی ہمیشہ جھکی رہتی ہے، اور جو ہنی جھکی ہوئی نہ ہو وہ پھلوں سے خالی ہوتی ہے، اسی طرح جو لوگ عالی ظرف ہوتے ہیں، جو بڑے ہوتے ہیں، صاحبِ کمال ہوتے ہیں وہ ہمیشہ جھک کے رہتے ہیں، ت واضح اور انصاری کے ساتھ رہتے ہیں، اور ایسے لوگوں ہی سے فیض جاری ہوتا ہے، فرض کر لیجئے کہ یہ گلاس جو میرے ہاتھ میں ہے، یہ جھکنے سے انکار کر دے اور کہے کہ میں منہ تنک جانے کے لئے تو تیار ہوں لیکن جھکنے کے لئے نہیں، تو اس کا فیض اس کے پاس ہی رہے گا، آگے منتقل نہیں ہو گا، فیض اسی وقت منتقل ہو گا جب وہ جھکے گا۔

جو عالی ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے ملتے ہیں
صرّاحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیغامہ

صرّاحی ایک برتن ہے جس میں پانی رکھا جاتا ہے، وہ سرنگوں ہو کر یعنی جھک کر پیانوں کو اور گلاسوں کو بھرا کرتی ہے، ٹھیک اسی طرح جب بندہ بھی اپنے آپ کو جھک کا تا ہے، مٹاتا ہے اور تو واضح اختیار کرتا ہے تب جا کروہ صاحب فیض بتا ہے اور اس سے دوسروں کے قلوب کو

روحانی فائدہ پہنچتا ہے۔

تذکیہ کی برکت سے سوچ بدلتی ہے اور پھر اعمال

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سوچ کو بدلنے کی ضرورت ہے، اور سوچ بدلے گی تو تذکیہ سے، اسی وجہ سے تذکیہ کی بڑی اہمیت ہے، جب تذکیہ ہو گا تو سوچ بدلے گی اور جب سوچ بدلے گی تو ہمارے اعمال میں بھی تبدیلی آئے گی، قلب اگر بدل گیا تو قلب ضرور بدلے گا، قلب اگر اچھا ہو گیا تو قلب بھی اچھا ہو جائے گا، اور قلب اگر بُرا رہا تو قلب بھی بُرا رہے گا، معلوم ہوا کہ تذکیہ بہت اہم اور ضروری ہے، اسی لئے مشائخ دل پر محنت کراتے ہیں، آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلَهُ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں:

أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْعَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا

فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقُلُبُ لِ

غور سے سنوا بیشک جسم میں گوشت کا ایک لوہڑا ہے، جب وہ درست ہو جاتا ہے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے، اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے، غور سے سنو! وہ گوشت کا لوہڑا دل ہے۔

جب دل درست ہوتا ہے تو جسم سے صادر ہونے والے اعمال بھی درست ہوتے ہیں، اور جب دل بگڑتا ہے تو جسم سے صادر ہونے والے اعمال بھی بُرے ہوتے ہیں۔

حضرت مولانا عمر صاحب پالن پوری رحمۃ اللہی کی ایک عجیب بات

دل اگر درست نہیں تو جسم سے صادر ہونے والے اچھے اعمال بھی خطرے سے خالی

نہیں اس لئے کہ دل بڑا ہے تو نیت بُری ہوگی، اب نماز پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں بلکہ مخلوق کے لئے پڑھے گا، دین کی خدمت کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں بلکہ مخلوق کے لئے کرے گا، ظاہر نظر آئے گا کہ بہت کچھ کر رہا ہے؛ مدرسے کی بنیاد ڈالی ہے، بڑا مدرسہ چلا رہا ہے، بڑی خانقاہ چلا رہا ہے، ہزاروں انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا، مگر قیامت کے دن ریا اور عجب جیسی بیماریوں کی وجہ سے وہ خود خالی ہاتھ ہو گا، حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ کا میں نے ایک بیان سناتھا، بیان کرتے کرتے روتے ہوئے تبلیغ جماعت کے کارکنوں سے فرمائے تھے کہ میرے بھائیو! ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ جن پر ہم نے محنت کی ہے، وہ تو کل قیامت کے دن بجلی کی چک کی طرح پل صراط پر سے گزر رہے ہوں اور ہم اپنی بد عملیوں کی وجہ سے بڑی حسرت سے جہنم کی گہرائی سے ان کو دیکھ رہے ہوں۔

بغیر تر زکیہ کے دین کی خدمت بھی بے کار ہوتی ہے

میرے بھائیو! ہر شخص محتاج ہے اور اپنے اوپر محنت کرنے کی بہت ضرورت ہے، بغیر اصلاح اور تر زکیہ کے ہماری دین کی خدمت، ہماری تقریر، ہماری تدریس، ہماری تحریر، ہماری تبلیغ ہمارے نفس کی غذا بن جاتی ہے، ہم یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی یہ نظر آ رہا ہوتا ہے کہ ہم دین کی خدمت کر رہے ہیں، حالانکہ حقیقت میں نفس کی خدمت ہو رہی ہوتی ہے، مقصود دنیا، دولت، شہرت اور وادہ وادہ ہوتی ہے، یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہم سے اگر دین کا کوئی کام لیا جا رہا ہے تو ہم عند اللہ مقبول ہی ہیں، نہیں، عمل کی مقبولیت کا مدار باطن کی اچھی سوچ اور حسن نیت پر ہے، ہمارے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَيُؤْيِدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ
بِيَقْنَاعِ اللَّهِ تَعَالَى إِسْلَامِهِ اسْدِينَ كَمَا يَعْلَمُ اللَّهُ أَكْبَرُ
بِيَقْنَاعِ اللَّهِ تَعَالَى اسْدِينَ كَمَا يَعْلَمُ اللَّهُ أَكْبَرُ

بیشک اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید فا جر شخص کے ذریعے سے بھی کرتا ہے۔

تخلیہ اور تخلیے کا نتیجہ ترکیہ

میرے بھائیو! اسی لئے ضروری ہے کہ ہم ترکیہ کی فکر کریں تاکہ ہماری سوچ بدلتے، اور سوچ کے بدلتے سے ان شاء اللہ اعمال بھی اچھے ہوں گے اور عند اللہ مقبول ہوں گے، اور ترکیہ میں دو چیزیں ہوتی ہیں؛ پہلی تخلیہ اور دوسرا تخلیہ۔

پہلی تخلیہ ہوگا؛ باطن کی بُری اور گندی چیزیں نکلیں گی، اس کے بعد تخلیہ کا مرحلہ آئے گا؛ باطن اخلاقِ حمیدہ سے آراستہ ہوگا، جیسے کمرے کو (آراستہ) کرنا ہو تو پہلے اس میں جو پرانی اور بے کار چیزیں ہیں انہیں نکالنا پڑے گا، پرانی carpet (قا لین)، پرانے دروازے، پرانی کھڑکیاں، پرانی light (لائٹ)، سب پرانی چیزوں کو پہلے نکالیں گے پھر اس کے بعد نئی اور عمده چیزیں لا کر ان سے کمرے کو آراستہ کریں گے۔

مشائخ کے بنائے ہوئے ذکر میں لا إِلَهَ سے تخلیہ ہوتا ہے کہ دل میں اللہ جل جلالہ و عَزَّ وَجَلَّ نوَالُهُ کی ذات اور اس سے تعلق رکھنے والی چیزوں کی محبت کے علاوہ جو کچھ بھی ہے اسے میں نکال کر پیچھے پھینک رہا ہوں، اس کے بعد إِلَّا اللَّهُ سے تخلیہ ہوتا ہے کہ اب اس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کو پیوست کر کے اسے اللہ تعالیٰ کی یاد سے آراستہ کر رہا ہوں، دل کو گندی محبت سے صاف کرنا، رذائل سے پاک کرنا، بُری سوچ سے نجات دلانا تخلیہ ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے، پاک محبت سے، فضائل سے اور اچھی سوچ سے آراستہ کرنا تخلیہ ہے۔

اس تخلیہ اور تخلییہ کے نتیجے میں جو result (نتیجہ) حاصل ہوتا ہے وہ ہے تزکیہ، اور یہ بڑے کمال کی چیز ہے جو حضن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور لطف و احسان سے نصیب ہوتی ہے، اسی سے بندہ کامیابی کی تمام منزلوں کو طے کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ رَّكَّاهَا﴾ (الشمس: ۹)
یقیناً وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا۔

جس نے تخلیہ اور تخلییہ کے عمل سے گزر کر دل کا تزکیہ کر لیا اس کا دل اللہ تعالیٰ کی نظر میں بہت پسندیدہ ہو گیا، اب یہ دل جملہ خوبیوں سے آراستہ اور معمور ہو گیا، اس نے اب جسم سے بھی بہت اچھے اچھے اعمال صادر ہوں گے جن کے نتیجے میں یہ جنت کا وارث ہو گا:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ، الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ،
وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ، وَالَّذِينَ هُمْ لِلرَّكَأَةِ
فِعْلُونَ، وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوحِهِمْ حَفَظُونَ، إِلَّا عَلَى
أَرْوَاحِهِمْ أَوْ مَا ملَكُتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مُلْوَمِينَ، فَمَنْ
أَبْتَغَى وَرَاءَ ذِلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعُدُونَ، وَالَّذِينَ هُمْ
لَا مُنْتَهِيهِمْ وَعَمَدِهِمْ رَعُوقُونَ، وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَوةِهِمْ
يُحَافِظُونَ، أُولَئِكَ هُمُ الْوَرثُونَ، الَّذِينَ يَرْثُونَ
الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (المؤمنون: ۱۱-۱۲)

یقیناً کامیاب ہو گئے وہ مؤمنین جو اپنی نماز میں خشوع رکھنے والے ہیں، اور جو لوگوں چیزوں سے اعراض کرنے والے ہیں، اور جو اپنا تزکیہ کرنے والے ہیں، اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، مگر اپنی

بیویوں کے ساتھ یا اپنی باندیوں کے ساتھ اس لئے کہ ایسے لوگ قبل ملامت نہیں ہیں، پھر جو اس کے علاوہ تلاش کرے گا تو وہی لوگ زیادتی کرنے والے ہیں، اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی دیکھ بھال کرنے والے ہیں، اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں، یہی لوگ وارث ہیں، جو فردوں کے وارث ہوں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ہمارے بزرگوں کی امتیازی شان

تزکیہ کی برکت سے دل میں ساری خوبیاں آجاتی ہیں، وہ اخلاقِ حمیدہ اور فضائل سے آراستہ ہو کر حسین ہو جاتا ہے، اور جب دل حسین ہو گا تو جسم سے صادر ہونے والے اعمال بھی حسین ہوں گے اس لئے کہ جسم کے سارے اعضاء دل کے تابع ہوتے ہیں، اب یہ شخص حسین سوچ والا بھی ہو گا اور حسین عمل والا بھی، ہمارے بزرگانِ دین، اکابر علماء دیوبند جن کی برکت سے ہمیں بہت کچھ ملا ہے؛ دین ملا، عزت ملی، علوم ظاہرہ اور علوم باطنہ ملے، احادیث کا ذخیرہ ملا، جن کی برکت سے ہماری زندگیوں میں دین نظر آتا ہے، یہ خانقاہیں، یہ مدارس، یہ دعوت و تبلیغ، سب کچھ ان حضرات کی برکت ہی سے تو ہے، ہمارے ان بزرگوں کی جو امتیازی شان ہے وہ یہی ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے تزکیہ کو مقصود بنا کر اپنے دل کا تزکیہ کیا۔

موطاً امام مالک رضی اللہ عنہ کی مقبولیت کا راز

حضراتِ صحابة کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے ہمارے دور تک جتنی بھی بڑی بڑی شخصیتیں گزری ہیں وہ بڑی اسی لئے ہوئیں کہ انہوں نے تزکیہ کا اہتمام کیا، دنیا میں انہی لوگوں کا نام روشن ہوا جنہوں نے تزکیہ کا اہتمام کیا، امام مالک رضی اللہ عنہ نے جب موطاً کی تصنیف کا کام

شرع کیا تو کسی نے کہا کہ جو کام آپ کر رہے ہیں وہ اور علماء بھی کر رہے ہیں۔ تو امام مالک رض نے فرمایا کہ بہت اچھا ہے، دین کا کام ہے، میں بھی موطاً تیار کر رہا ہوں اور دوسرے علماء بھی کر رہے ہیں، دین کی خدمت ہو رہی ہے، مگر ایک بات غور سے سنو اور یاد رکھو کہ اسی کا کام مقبول ہو گا اور باقی رہے گا جس کے قلب میں اخلاص ہو گا اور جس کا مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہو گا۔^۱

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے تزکیہ کا اہتمام کر کے اپنے دل کو اخلاص وغیرہ فضائل سے آراستہ کیا ہو گا، اس کا کام دنیا میں باقی رہے گا، اور کام باقی رہے گا تو نام بھی باقی رہے گا، اخلاص سے کام میں برکت بھی بہت ہوتی ہے اور کام کو مقبولیت بھی خوب نصیب ہوتی ہے، اور یہ اخلاص آتا ہے تزکیہ سے، اس لئے تزکیہ کی محنت سے دل کو آراستہ کرنا ہے اور دل کو حسین بنانا ہے، اور جب یہ چیز حاصل ہو جاتی ہے تو پھر ایسے عجیب و غریب اعمال صادر ہوتے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔

حضرت میاں صاحب رض کا عجیب واقعہ

ایک مرتبہ دیوبند میں بارش نہیں ہوئی، صلاۃ الاستسقاء کا فیصلہ ہوا، اس وقت تقسیم ہند کے بارے میں ہمارے بزرگوں میں ایک شدید اختلاف چل رہا تھا، کچھ لوگ کانگریس (congress) کے حامی تھے، کچھ لوگ مسلم لیگ (Muslim league) کے، بلکہ صحیح یہ ہے کہ ہر ایک نے اس جماعت کی حمایت کی جس کے بارے میں وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ یہ اسلام اور مسلمانوں کے حق میں بہتر ہے، حضرت مدنی رض کانگریس کی حمایت میں تھے کہ

ہندوستان تقسیم نہیں ہونا چاہئے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تقسیم اور پاکستان بننے کے حامی تھے، دونوں بڑے تھے، دونوں مخلص تھے، دونوں مزگی محلی مصطفیٰ تھے، دونوں رجال آخرين میں سے تھے، دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے اعلیٰ درجے کا احترام تھا، یہ اختلاف کے دوران بھی رہا اور بعد میں بھی، حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت میں تھے، اسی طرح حضرت میاں جی سید اصغر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کار جان بھی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تھا۔

ہمارے اکابر کا اخلاص

جب صلاةُ الاستسقاء کے لئے نکلے تو سب ہی کو معلوم تھا کہ نماز حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ پڑھائیں گے اس لئے کہ وہ سب میں بڑے اور محترم تھے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے موافقت رکھنے والے جتنے بڑے حضرات دیوبند میں تھے وہ بھی سب صلاةُ الاستسقاء کے لئے آئے یہ جانتے ہوئے کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھائیں گے، یہ ان کے اخلاص کی بات تھی اور دل کی صفائی کی بات تھی، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے امامت کرائی اور سب نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے نماز پڑھی، کسی کوتکلیف محسوس نہیں ہوئی، آج ہمارا حال اس کے برعکس ہے، بدستی سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑ پڑتے ہیں اور ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنا بھی گوار نہیں کرتے، اور ہمارے آپس کے اختلاف اور انتشار کی وجہ سے امت کتنے حصوں میں بٹ کر بکھر جاتی ہے اس کا ہمیں احساس بھی نہیں ہوتا۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز پڑھائی مگر بارش نہیں ہوئی، دوسرے دن حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر نماز پڑھائی مگر بارش نہیں ہوئی، تیسرا دن پھر سب جمع ہوئے، حضرت مدنی

حاشیہ آگے بڑھتی رہے تھے کہ حضرت میاں صاحب حاشیہ نے حضرت مدنی حاشیہ سے فرمایا کہ حضرت، اگر اجازت ہو تو آج میں نماز پڑھادوں۔

مفتي محمد شفیع صاحب حاشیہ فرماتے ہیں کہ میں بڑا جیران ہوا، میاں صاحب حاشیہ تو بھی فرض نمازوں میں بھی امامت نہیں فرماتے تھے، اور آج خود کہہ رہے ہیں کہ حضرت، آج میں نماز پڑھادوں۔ حضرت مدنی حاشیہ خوشی سے پچھپے ہٹ گئے اور میاں صاحب حاشیہ کو آگے کر دیا، میاں صاحب بھی بڑے بزرگ تھے، صاحب کشف و کرامات تھے، انہوں نے نماز پڑھائی مگر آج بھی بارش نہیں ہوئی۔

مفتي شفیع صاحب حاشیہ کا میاں صاحب حاشیہ سے بہت گہرا تعلق تھا، آپ کو یہ جستجو ہوئی کہ میاں صاحب نے آج ایسا کیوں کیا؟ ضرور کوئی راز ہے جو معلوم کرنا چاہئے، مفتی شفیع صاحب حاشیہ نے پوچھا کہ حضرت، قصہ کیا ہے؟ حضرت میاں صاحب حاشیہ نے بات ٹال دی۔

ہمارے اکابر چھپتے تھے اور ہم چھپتے ہیں

یہاں جملہ مفترضہ کے طور پر اپنے نوجوان علماء و سنتوں کی خدمت میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اکابر کرتے بہت کچھ تھے مگر چھپتے تھے اور ہم لوگ کرتے کچھ نہیں پھر بھی چھپتے ہیں، چھوٹے چھوٹے کاموں کو بڑھا چڑھا کر whatsapp پرنشر کرتے ہیں، ہم خود ہی اپنی تصویر کھینچ کر یا اپنی شہرت بڑھانے والی کوئی چیز facebook یا twitter کے ذریعے پوری دنیا میں بھیجتے ہیں، وہ حضرات بہت کچھ کرتے تھے مگر چھپتے تھے، ہم کرتے کچھ نہیں مگر چھپتے ہیں، میرے بھائیو! ہمارے ان بزرگوں کے حالات پر اگر ہم غور

کر کے انہیں اپنے لئے اسوہ حسنہ بنائیں گے تو اصلاح میں ان شاء اللہ دیر نہیں لگے کی اور اس کے بعد کامیابی ہمارے قدموں کو چومنے کی۔

میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بہت گہر اتعلق تھا مگر ان کو بھی نہیں بتایا، لیکن مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اصرار کیا تب میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجبور ہو کر فرمایا کہ مجھے کشف کے ذریعے معلوم ہو گیا تھا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھائیں، میں نماز پڑھاؤں یا اور کوئی نماز پڑھائے، بارش ہونے والی نہیں ہے، میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے دو دن نماز پڑھائی مگر بارش نہیں ہوئی، تیسرا دن بھی اگر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز پڑھائی اور بارش نہ ہوئی تو مخالفین کو یہ کہنے کا موقع مل جائے گا کہ چونکہ انہوں نے نماز پڑھائی اس لئے بارش نہیں ہوئی، اس لئے میں نے سوچا کہ میں بھی نماز پڑھاؤں۔^۱

جس سے اختلاف ہے اس کے بارے میں بھی کیسی خیرخواہی؟ اللہ اکبر! چونکہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکیرہ ہو چکا تھا اس لئے سوچ عمده اور حسین تھی، آپ نے سوچا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ عالم ہیں اس لئے ان کی عزت کی حفاظت ضروری ہے، اسی طرح عام مسلمانوں کی خیرخواہی بھی پیش نظر ہی ہو گی کہ ان کے خلاف کسی کی زبان سے کوئی ادنی سی بے ادبی کا جملہ بھی نکل گیا تو اس کا دین خطرے میں پڑ جائے گا، یہ تذکیرہ کی برکت ہے کہ اندر کی سوچ اتنی حسین اور اعلیٰ ہو جاتی ہے کہ اس کے نتیجے میں ظاہر ہونے والا عمل بھی بہت حسین اور اعلیٰ ہوتا ہے۔^۲

ابراہیم تیمی رحیلیہ کا بے مثال ایثار

ایک اور واقعہ دیکھیں! دو بڑے بزرگ گزرے ہیں، ابراہیم ختمی رحیلیہ اور ابراہیم تیمی رحیلیہ، حجاج بن یوسف کا دور تھا، وہ ابراہیم ختمی رحیلیہ سے کسی بات پر ناراض ہو گیا اور اس نے گرفتاری کا وارنٹ (warrant) جاری کر دیا، ابراہیم ختمی رحیلیہ کو متلاش کرتے کرتے پولیس (police) ابراہیم تیمی رحیلیہ کے پاس پہنچ گئی اور انہیں ابراہیم ختمی سمجھ کر گرفتار کر لیا اور جیل میں بند کر دیا، جیل کی حالت بہت خراب تھی، چند دنوں کے بعد جب ان کی والدہ انہیں دیکھنے کیلئے تو اپنے بیٹے کو نہ پہنچان سکیں، ابراہیم تیمی رحیلیہ اچھی طرح جانتے تھے کہ انہیں غلطی سے گرفتار کر لیا گیا ہے، مگر اس کے باوجود انہیں بیکار ہے تھے کہ میں ابراہیم ختمی نہیں ہوں۔

اللہ اکبر! ترکیہ ہو جانے کے بعد اندر کی سوچ کتنی بدل جاتی ہے، اور جب اندر کی سوچ بدل جاتی ہے تو کیسے بڑے کارنا مے وجود میں آتے ہیں کہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی آج ہم دارالعلوم آزاد ول (Azaadville) کی مسجد میں علماء کے مجمع میں ان کا تذکرہ کر رہے ہیں اور اپنے لئے انہیں اسوہ حسنة قرار دے کر ان سے روشنی پار ہے ہیں، جن کا ترکیہ ہو جاتا ہے وہ مرتبے نہیں ہیں اس لئے کہ ان کے کارنا مے ہمیشہ زندہ جاوید رہتے ہیں، اور جو لوگ اپنے نفس کو نہیں مٹا پاتے وہ خود بھی مٹ جاتے ہیں اور ان کا تذکرہ بھی مٹ جاتا ہے۔

ابراہیم تیمی رحیلیہ جیل میں پڑے رہے اور ظلم و تشدد برداشت کرتے رہے یہاں تک

کہ جیل ہی میں انتقال ہو گیا۔ لے بات کیا تھی؟ حقیقت کو کیوں چھپا رہے تھے؟ ابراہیم خنجری حنفی ایک اونچے درجے کے عالم اور امام وقت تھے، امّت کو ان سے بہت نفع پہنچ رہا تھا، ابراہیم تھی حنفی ایک اونچے سوچا ہو گا کہ اگر میں بتاتا ہوں کہ میں ابراہیم تھی ہوں تو ابراہیم خنجری کو گرفتار کر لیا جائے گا اور امّت ایک بڑے عالم کے فیض سے محروم ہو جائے گی، میرے بھائیو! اگر ابراہیم تھی حنفی یہ قربانی نہ دیتے تو شاید ابراہیم خنجری حنفی کے علوم سے امّت محروم رہتی۔

یہ تزکیہ کا نتیجہ ہے کہ اندر کی سوچ بدل جاتی ہے، دل کی دنیا بدل جاتی ہے، لینے کے بجائے دینے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے، انتقام کے بجائے معاف کرنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے، اپنوں پر ایوں کافر ختم ہو جاتا ہے اور ہر ایک کی فلاح پیش نظر رہتی ہے، ہمارے اکابر اور اسلاف کے ایسے سینکڑوں واقعات ہیں، یہ سب تزکیہ کا نتیجہ ہے۔

عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز

دل حسین ہو جاتا ہے، باطن حسین ہو جاتا ہے تو ظاہر بھی حسین ہو جاتا ہے، اعضاء سے صادر ہونے والے اعمال حسین ہو جاتے ہیں، کیفیت اور کمیت دونوں اعتبار سے، حضرت امام ابوحنیفہ حنفی کی عبادت کا عالم یہ تھا کہ چالیس (۴۰) سال تک عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھی۔ لے منصور بن زاذان حنفی نے بیس (۲۰) سال تک عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھی۔ لے حضرت ہشیم حنفی نے بھی بیس (۲۰) سال تک عشاء کے وضوء سے فجر کی

نماز پڑھی۔^۱

امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کا یومیہ دوسو (۲۰۰) رکعات نوافل کا معمول

حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ قاضی القضاۃ تھے، فقہاء کے سرخیل تھے، فقہ کا کام، مسائل کے استنباط کا کام، پڑھنے پڑھانے کا کام، ماتحتوں کی نگرانی، اتنی ساری مصروفیات کے باوجود دل حسین تھا تو عمل بھی حسین تھا، تلاوت، ذکرو اذکار اور دیگر معمولات پتا نہیں کتنے ہوں گے؟ صرف نوافل کا معمول دیکھیں؛ یومیہ بلا ناخد دوسو (۲۰۰) رکعات پڑھتے تھے۔^۲

یومیہ تین سو (۳۰۰) اور پانچ سو (۵۰۰) رکعات نوافل کا معمول

ثابت البنای رضی اللہ عنہ ہرات بلا ناخم تین سو (۳۰۰) رکعات نفل نماز پڑھتے تھے۔^۳
مرڑہ الہمد انی رضی اللہ عنہ سے کسی نے بڑھاپے میں پوچھا کہ نوافل کا کیا معمول ہے؟ فرمایا کہ پہلے جو معمول تھا اب اس کا آدھا ہو گیا ہے، یومیہ ڈھائی سو (۲۵۰) رکعات۔ اللہ اکبر!
بڑھاپے میں ڈھائی سو (۲۵۰) رکعات کا معمول! اس کا مطلب یہ ہوا کہ بڑھاپے سے پہلے پانچ سو (۵۰۰) رکعات کا معمول تھا۔

پچاس (۵۰) اور ستر (۷۰) سال تک تکمیر اولیٰ کا اہتمام

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ تکمیر اولیٰ کا اتنا اہتمام فرماتے تھے کہ پچاس (۵۰) سال

^۱ سیر اعلام النبلاء: ۲۹۰/۸

^۲ سیر اعلام النبلاء: ۵۳۷/۸

^۳ صفة الصفوة: ۱۵۲/۲

^۴ حلیۃ الأولیاء: ۱۶۲/۳

تک تکبیر اولی فوت نہیں ہوئی۔ لے آپ پر تیس (۳۰) سال اور ایک دوسری روایت کے مطابق چالیس (۴۰) سال ایسے گزرے کہ مسجد میں پانچوں وقت کی نمازوں میں ایسے وقت میں پہنچ کے ابھی اذا ان نہیں ہوئی تھی۔ ۷۔ حضرت امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ ستر (۰۷) سال تک تکبیر اولی فوت نہیں ہوئی۔ ۸۔

اونٹ پرسواری کی حالت میں راستے میں دو قرآن کا ختم

حضرت صالح بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ حج کے لئے تشریف لے گئے، سفر کے دوران بسا اوقات اونٹ پرسواری کی حالت میں ایک ہی رات میں دو قرآن ختم فرماتے تھے۔ ۹۔

یہ باقی مسیعندیں ہیں، خیر کا دور تھا، وقت میں برکت تھی، پھر یہ کہ جو معمولات اور اعمال صالح کی پابندی کرتا ہے اس کی زندگی بھی برکات سے معمور ہو جاتی ہے، اس لئے شروع شروع میں جن معمولات کو پورا کرنے میں ایک گھنٹہ لگتا ہے، وہی سارے معمولات بعد میں اس سے کم وقت میں پورے ہو جاتے ہیں۔

امام مسروق رحمۃ اللہ علیہ کا مجاہدہ

امام مسروق رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ نماز تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو قیام اتنا طویل ہوتا تھا کہ پیروں پرورم آ جاتا تھا، ان کی بیوی ان کے پیچھے بیٹھی رہتی تھی

۱۔ تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام: ۱۱۰۳/۳

۲۔ تهذیب التهذیب: ۲۵/۲، سیر أعلام النبلاء: ۲۲۱/۳

۳۔ تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام: ۸۸۳/۳

۴۔ التمهید: ۱۵۸/۲۰

اور ان کی حالت دیکھ کر روتی تھی۔ لے ان کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ جب حج کے لئے گئے تو گھر سے نکلنے سے لے کر واپس آنے تک کمر کوز میں پر نہیں لگایا:

فَلَمْ يَئِمْ إِلَّا سَاجِدًا عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى رَجَعَ^۱
آپ گھر لوٹنے تک صرف سجدے کی حالت میں سوئے۔

نیند کے لئے سجدے کی حالت بنالیتے اور کچھ دیر سولیتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رض کا مجاہدہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رض جب عشاء کی نماز سے فارغ ہو جاتے تھے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر دعا میں مشغول ہو جاتے تھے اور گرگڑاتے رہتے تھے یہاں تک کہ نیند کا غلبہ ہوتا تھا اور آنکھ لگ جاتی تھی، جب بیدار ہوتے تھے تو پھر ہاتھ اٹھا لیتے تھے اور گرگڑا کر کر اللہ سے سوال کرتے تھے، یہ سلسلہ صحیح تک جاری رہتا تھا۔ تے دوستو! دل کی حالت جب حسین ہو جاتی ہے تو کیسے کیسے اعمال وجود میں آتے ہیں؟

محمد بن سماع القاضی رض کا تکلیف اُولیٰ کا تیس (۳۰) سال تک اہتمام ایک بڑے فقیہ بزرگ گزرے ہیں محمد بن سماع القاضی رض، وہ فرماتے ہیں کہ میرے اوپر تیس (۳۰) سال ایسے گزرے کہ میری تکلیف اُولیٰ فوت نہیں ہوئی سوائے اس دن جس دن میری والدہ کا انتقال ہو گیا، اس دن میری ایک وقت کی نماز جماعت ہی سے چھوٹ گئی۔ لیکن دل چونکہ حسین تھا اس لئے سوچ بھی اعلیٰ تھی، انہوں نے فوراً یہ احساس کر لیا

کہ میری نمازِ جماعت چھوٹ گئی ہے اس لئے ثواب ایک ہی نماز کا ملا ہے، اگر جماعت کے ساتھ پڑھتا تو ثواب پچس (۲۵) گنا ہو جاتا، اور سوچ جب حسین ہوتی ہے تو عمل بھی حسین ہوتا ہے، فرماتے ہیں:

فَقُمْتُ فَصَلَّيْتُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ صَلَاةً
مِنْ كَهْرَابٍ هُوَ الْجَيْأَرُ وَمِنْ بَحْرٍ هُوَ حَسِينٌ

ایک فرض کی نیت سے اور باقی چوبیس (۲۶) نفل کی نیت سے، چاہت یہ تھی کہ کسی طرح یہ نماز بھی جماعت والی نماز کے برابر پچس (۲۵) گنا ہو جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں کمی نہ آئے اور قیامت کے دن بھی نقصان نہ ہو، آگے فرماتے ہیں کہ جب میں سویا تو خواب میں ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا:

يَا مُحَمَّدُ! قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا وَعِشْرِينَ صَلَاةً، وَلَكِنْ كَيْفَ لَكَ
بِتَأْمِينِ الْمَلَائِكَةِ؟

اے محمد! تم نے جماعت سے فوت شدہ نماز کی جگہ پچس (۲۵) نمازیں پڑھیں، لیکن تمہیں فرشتوں کی آمین کیسے ملے گی؟

اشارة اس حدیث کی طرف تھا جس میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ امام کی آمین کے ساتھ مقتدی آمین کہے اور مقتدی کی وہ آمین فرشتوں کی آمین کی موافقت کر لے تو:

غُفرَ لَهُ مَا تَقدَّمَ مِنْ ذَنبِهِ^۳
اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

تنبیہ کی گئی کہ گنتی کے اعتبار سے تو تم نے نماز کو پچھیں (۲۵) گنا کر دیا، لیکن یہ فضیلت تو ہاتھ سے چلی ہی گئی اس لئے کہ جماعت فوت ہو جانے کی وجہ سے فرشتوں کے ساتھ آمین کی موافقت کا موقع ہاتھ سے چلا گیا۔

حضرت ابو عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ کا حیرت انگیز عمل

حضرت ابو عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے مشہور بزرگ گزرے ہیں، ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے، کسی نے گھر کی کھڑکی سے راکھ پھینکی، اتفاق سے حضرت اسی وقت وہاں سے گزر رہے تھے اور وہ راکھ حضرت کے اوپر گری، آپ سجدے میں گر گئے اور شکر بجالائے، آپ کسی نے پوچھا کہ آپ نے راکھ پھینکنے والے کو تنبیہ نہیں کی؟ جواب میں فرمایا کہ ابو عثمان تو اس قابل تھا کہ اس کے اوپر انگارے بر سائے جاتے، مگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ صرف راکھ گری، ایسے شخص کے لئے غصہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ ۱

حضرت ابو عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ کا علم پر فوراً عمل

انہی ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے بارے ابو عمر محمد بن ابی جعفر النیسا بوری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں عشاء کی نماز پڑھنے کے لئے اس مسجد میں گیا جہاں حضرت ابو عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ امام تھے، جب وہ نماز پڑھانے آئے تو آپ کے بدن پر لگی اور چادر تھی جیسے حالتِ احرام میں پہنی جاتی ہے، میں نے گھر جا کر اپنے والد، محمد شیخ بیگ ابوجعفر النیسا بوری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا:

یا آبہ! آبُو عُثْمَانَ قَدْ أَحْرَمَ!

اباجان، حضرت ابو عثمان نے تو احرام پہن لیا ہے!

میرے والد نے فرمایا کہ ایسی بات نہیں ہے، ان کا حج یا عمرے کا ارادہ نہیں ہے، ابو عثمان کی عادت یہ ہے کہ جب وہ کسی حدیث کو پڑھتے ہیں تو اس پر فوراً عمل کرتے ہیں، اس وقت وہ میرے پاس حدیثیں پڑھ رہے ہیں اور آج انہوں نے جو حدیثیں پڑھیں ان میں ایک حدیث یہ تھی:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي إِذَارٍ وَرِدَاءٍ
نبی ﷺ نے ایک لگنگی اور چادر پہن کر نماز پڑھائی۔

اس لئے انہوں نے چاہا کہ صحیح ہونے سے پہلے پہلے اس حدیث پر عمل کر لے، اسی لئے وہ عشاء کی نماز میں لگنگی اور چادر پہن کر آئے۔

میرے ساتھیو! یہ واقعہ سن کر ہمارے دلوں میں بھی یہ جذبہ ضرور پیدا ہوا ہوگا کہ ہم بھی اس حدیث پر عمل کریں، اللہ کرے ہمیں بھی انتباع سنت کا ایسا جذبہ نصیب ہو، اصل بات یہ ہے کہ ان سب چیزوں کا مداراندر کی سوچ پر ہے، نیت اور سوچ حسین ہے تو عمل بھی حسین ہوگا اور اگر سوچ حسین نہیں تو حسین عمل کا وجود میں آنا بہت مشکل ہے۔

محبوب بننے کا طریقہ

اس قسم کے واقعات ہمیں بہت اچھے لگتے ہیں اور ہمارے قلوب متاثر بھی ہوتے ہیں، ان واقعات کی وجہ سے یہ شخصیتیں بھی ہماری نظروں میں برگزیدہ اور محبوب ہو جاتی ہیں، ہمارے زمانے میں بھی اس طرح کے حسین کارنامے جن حضرات کی زندگیوں میں ہمیں نظر آتے ہیں وہ بھی ہماری نظروں میں برگزیدہ اور محبوب ہو جاتے ہیں، میرے بھائیو!

ہمیں اس سے سبق لینے کی ضرورت ہے کہ جن خصوصیتوں، خوبیوں اور خصلتوں کی وجہ سے یہ حضرات عند اللہ اور عند الناس محبوب ہو گئے، اگر ہم بھی ان خصلتوں کو اپنا نہیں گے تو ہم بھی اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کی نظر میں ان شاء اللہ محبوب ہو جائیں گے۔

تو عرض یہ کہ رہا تھا کہ میں نے اپنی ضرورت پر جب غور کیا تو یہ سمجھ میں آیا کہ قلب کو باطن کو اور سوچ کو حسین بنانے کی ضرورت ہے، اس کے نتیجے میں ان شاء اللہ ظاہری اعمال بھی حسین ہو جائیں گے، اور جب ایسا ہو گا تو حسین سوچ اور حسین اعمال کی برکت سے اپنی ذمہ داری بھی بہت آسانی کے ساتھ حسین طریقے سے ادا ہو سکے گی۔

ہماری ذمہ داری

ہماری ذمہ داری کیا ہے؟ ہماری ذمہ داری تربیت کے ساتھ تعلیم و تبلیغ ہے، جو علم ہم تک جس طرح پہنچا ہے ہم اس کو دوسروں تک اسی طرح پہنچادیں، اور اس جذبے کے ساتھ کہ وہ اس پر عمل کرنے والے بن جائیں، ہماری ذمہ داری صرف یہ نہیں ہے کہ جو بخاری شریف ہم تک پہنچی ہے اسے ہم آگے پہنچادیں، نہیں، ہماری ذمہ داری تربیت کے ساتھ تعلیم و تبلیغ ہے، جو علم ہم تک پہنچا ہے اسے ہم اُمّت کے زیادہ سے زیادہ افراد تک اس جذبے کے ساتھ پہنچا نہیں کہ وہ اس پر عمل کرنے والے بن جائیں، جب یہ جذبہ ہو گا تو تعلیم بھی بہت عمدہ ہو گی اور تربیت بھی، اس جذبے کے بغیر تعلیم میں بھی سستی اور کمزوری رہے گی اور تربیت میں بھی۔

تبلیغ کے مختلف طریقے

تو ہماری ذمہ داری تربیت کے ساتھ تعلیم و تبلیغ ہے، تعلیم و تبلیغ ایک ہی چیز ہے، اس لئے کہ تبلیغ دین پہنچانے کا نام ہے اور اس کی مختلف شکلیں ہیں، ایک شخص جو بخاری شریف پڑھا

رہا ہے، یہ بھی تبلیغ ہے، وہ چالیس (۴۰) طالب علموں تک بخاری شریف پہنچا رہا ہے، خانقاہ میں ایک شیخ بیٹھ کرتین سو، چار سو (۳۰۰، ۳۰۰) مریدوں کو نصیحت کر رہا ہے، یہ بھی تبلیغ ہے، مروجہ دعوت کا کام بھی تبلیغ ہے، مسجد کا ایک امام و عظوظ نصیحت کرتا ہے اور درس قرآن اور درس حدیث کے ذریعے لوگوں کو دین سمجھاتا ہے، یہ بھی تبلیغ ہے، تو ہماری ذمہ داری تربیت کے ساتھ تعلیم و تبلیغ ہے، تزکیہ کے نتیجے میں اگر سوچ اور نیت حسین ہوگی اور اعمال حسین ہوں گے تو اللہ تعالیٰ شانہ ہمارے کام میں برکت پیدا کریں گے اور ہماری تعلیم و تبلیغ بھی حسین ہوگی اور تربیت بھی حسین ہوگی۔

مغفرت نہ کرنی ہوتی تو عالم نہ بناتا

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ شانہ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ ہمیں علم کے ساتھ نسبت عطا فرمائی ہے، امام محمد رضا شعبانی کے انتقال کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا، پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا؟ آپ نے فرمایا کہ مغفرت کر دی۔ خواب دیکھنے والے نے پوچھا کہ کس عمل کی بنیاد پر؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے مجھ سے فرمایا کہ ہم نے تمہیں عالم اسی لئے بنایا کہ ہم تمہاری بخشش کرنا چاہتے تھے۔ لہ اللہ اکبر! علم کتنی بڑی دولت ہے! اللہ تعالیٰ ہم سب کو مرتے دم تک علم سے وابستہ رکھیں۔ (آمین)

مرتے دم تک طالب علم

ہمارے اسلاف کی یہی چاہت رہتی تھی کہ مرتے دم تک علم سے وابستہ رہیں، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو کسی نے بڑھاپے میں دوات، قلم اور کاغذ کے ساتھ دیکھا تو پوچھا کہ اے ابو عبد اللہ!

آپ بہت اونچے مرتبے کے امام ہیں، امام المسلمين ہیں، اس کے باوجود دووات، قلم اور کاغذ لے کر پھر رہے ہیں؟ کب تک طالب علم بن کر رہو گے؟

تو آپ نے فرمایا:

مَعَ الْمُحْبَرَةِ إِلَى الْمَقْبَرَةِ
قبر تک طالب علم رہوں گا اور قلم اور دووات دونوں ساتھ رہیں گے۔

طلب علم، حصول علم، پھر اس کی تعلیم و تبلیغ بہت بڑی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمت کی قدر دانی کی توفیق نصیب کریں۔ (آمین)

خشیت: کامیابی کی کنجی

میرے بھائیو! یہ میری اپنی ضرورت ہے اور علم سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کی ضرورت ہے کہ اس کی تعلیم بھی حسین ہو اور اس کی تربیت بھی حسین ہو، اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حسین سوچ اور حسین عمل سے آراستہ ہو، اس کا باطن بھی اچھا ہو اور ظاہر بھی اچھا ہو، اور یہ ہو گا تزکیہ سے، جب تزکیہ ہو گا تو سوچ درست ہو گی، باطن اچھا ہو گا، دل اچھی اچھی خصلتوں سے آراستہ ہو گا، خشیت بھی نصیب ہو گی جو کہ کامیابی کی کنجی ہے، بخاری شریف کی آخری حدیث ہے:

كَلِمَتَانِ حَبِّيْتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ، حَفِيْتَانِ عَلَى اللَّسَانِ، ثَقِيْتَانِ فِي

الْمِيْزَانِ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيْمِ

لـمناقب الإمام أحمد لابن الجوزي، ص: ۳۱

صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول الله تعالیٰ: {وَنَصَّبَ الْمَوَازِينَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ} وَأَنَّ أَعْمَالَ نَبِيِّ آدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُؤْزَنُ، ح(۵۵۹)

دو جملے ایسے ہیں جو حُمَنْ تعالیٰ کو محبوب ہیں، جو زبان پر ملکے ہیں، البتہ (قیامت کے دن) ترازو میں بھاری ہوں گے، وہ جملے سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيْمِ ہیں۔

یہ دو جملے بہت بھاری اس لئے ہیں کہ اس کے ورد سے دل میں خشیت پیدا ہوتی ہے، بعض ارباب معرفت نے کہا ہے کہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ میں اللہ تعالیٰ کے جمال کا ذکر ہے اور سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيْمِ میں اللہ تعالیٰ کے جلال کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ کے جلال کے استحضار سے خوف وجود میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے جمال کے استحضار سے محبت وجود میں آتی ہے، اور خوف مع محبت یا محبت مع الخوف ہی کو خشیت کہتے ہیں۔ لہ تو سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيْمِ کے ورد سے خشیت وجود میں آتی ہے، اور خشیت بہت بڑی نعمت ہے۔

رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللَّهِ
حکمت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی خشیت ہے۔

اخلاقِ فاضلہ اور اعمالِ صالح کا اصل سرچشمہ یہی خشیت ہے، جب دل میں خشیت ہوگی تو اعمالِ صالح کی توفیق ملے گی اور بُرے اعمال سے دوری نصیب ہوگی، پورا دین زندگی میں ہوگا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَيْرُونَ
الْبَرِيَّةُ، جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا﴾

الْأَكْفَارُ خَلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ

لِمَنْ حَشِيَ رَبَّهُ ﴿البَّيْنَةٌ: ۸﴾

پیش کہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے اعمال صالح اختیار کئے، وہی لوگ مخلوق میں سے بہترین ہیں، ان کے رب کے یہاں ان کا بدلہ ہمیشہ رہنے کے باعث ہوں گے جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے، اللہ تعالیٰ مجھی ان سے راضی ہو گا اور وہ مجھی اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں گے، یہ سب کچھ اس کے لئے ہے جو اپنے رب کی خشیت رکھتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اعمال صالحة کی توفیق خشیت کی برکت سے نصیب ہوتی ہے، دوسری جگہ اللہ تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّلِحَاتِ فَأُولَئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ

الْعُلَىٰ، جَلْتُ عَدِيبٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَكْفَارُ خَلِدِينَ فِيهَا

وَذَلِكَ جَرِفُوا مِنْ تَرَكَّى﴾ (اطہٰ: ۷۵-۷۶)

اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ایسا مومن بن کر آئے گا جس نے اعمال صالح مجھی کئے ہوں گے تو ان کے لئے بلند درجے ہوں گے، یعنی ہمیشہ رہنے کے ایسے باعثات جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے، اور یہ اس شخص کا بدلہ ہے جس نے اپنا تزکیہ کر لیا۔

پہلی جگہ پر ہے ذلیک لِمَنْ حَشِيَ رَبَّهُ اور یہاں ہے وَذَلِكَ جَرِفُوا مِنْ تَرَكَّى، معلوم ہوا کہ خشیت اور تزکیہ لازم ملزم ہیں، اگر خشیت ہے تو تزکیہ ہو چکا ہے، اور اگر تزکیہ

ہو گیا ہے تو خشیت ضرور ہو گی، اس لئے کہ جب دل کا ترکیہ ہو جاتا ہے تو وہ جملہ خصائص سے آراستہ ہو جاتا ہے اور خصائص میں سے ایک بہت اہم خصلت خشیت ہے، اور خشیت ہی علم کا مقصودِ اصلی ہے۔

علماء کی پہچان: خشیت

علماء کی تو پہچان ہی خشیت ہے۔

﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عَبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ (فاطر: ۲۸)
اللہ تعالیٰ کی اس کے بندوں میں سے علم والے ہی خشیت رکھتے ہیں۔

اسی لئے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ الْعِلْمُ بِكَثْرَةِ الرِّوَايَةِ وَلَكِنَّ الْعِلْمَ الْحَشِيشَةُ
بہت زیادہ حدیثوں کو روایت کرنے کا نام علم نہیں ہے، علم تو خشیت کا نام ہے۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ طَلَبُ الْعِلْمِ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ وَإِنَّمَا طَلَبُ الْعِلْمِ الْحَشِيشَةُ لِلَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ
صرف حدّشًا فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ طلب علم نہیں ہے، حقیقی طلب علم تو وہ ہے جس کے نتیجے میں اللہ کی خشیت دل میں پیدا ہو۔

اما شعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الْعَالَمُ مَنْ يَخَافُ اللَّهَۚ
عَالَمٌ وَهُنْ خُلُقٌ هُنْ جِئْنَ دُلَيْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى کَا خُوفٌ ہو۔

امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الْفَقِيهُ مَنْ يَخَافُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّۤ
فقیہ اس کو کہتے ہیں جو اللہ عز و جل سے ڈرتا ہوا اور جس کے دل میں اللہ عز و جل کی خشیت ہو۔

امام تیکی بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الْعَالَمُ مَنْ يَخْشَى اللَّهَۚ
عَالَمٌ اس کو کہتے ہیں جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی خشیت ہو۔

میرے بھائیو! جب دل میں اللہ تعالیٰ کی خشیت ہوگی تو دنیا سے بے رغبتی ہوگی، آخرت کی رغبت بڑھے گی، دین کی بصیرت میں اضافہ ہوگا اور عبادت پر استقامت اور مداومت نصیب ہوگی، اسی وجہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں کسی نے فقہاء کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا:

وَيَحْكُمُونَ وَهُلْ رَأَيْتَ فَقِيهًا قَطُّ؟
تم پر افسوس ہو! کیا تم نے کہی فقیہ دیکھا بھی ہے؟

اس کے بعد فرمایا:

إِنَّمَا الْفَقِيهُ الرَّاهِدُ فِي الدُّنْيَا، الرَّاغِبُ فِي الْآخِرَةِ، الْبَصِيرُ بِاْمْرِ دُنْيَهُ، الْمُدَأْمُ عَلَى عِبَادَةِ رَبِّهِ فَقِيهٌ كَهْلَانَةٌ كَمُسْتَحْكِمٍ تُوْهِيْ خَصٌّ هُوَ جُودُنِيَا سَبَبَ رَغْبَتِيَّ كَرَنَةَ وَالَّا هُوَ آخِرَتٌ كَيْ طَرْفَ رَغْبَتِيَّ كَرَنَةَ وَالَّا هُوَ جُواْنَنَهُ دِينَ كَمَعَالَهُ مِنْ إِبْصِيرَتِ رَكْهَنَهُ وَالَّا هُوَ وَارَانَهُ رَبُّ كَيْ عِبَادَتِ پَرْمَادَوْمَتِ كَرَنَةَ وَالَّا هُوَ لَهُ

اسی لئے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ الْعَالَمُ الَّذِي يَعْرِفُ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ، إِنَّمَا الْعَالَمُ الَّذِي يَعْرِفُ الْخَيْرَ فَيَنْبَغِي وَيَعْرِفُ الشَّرَّ فَيَجْنَبِي

حقیقی عالم وہ نہیں ہے جو خیر اور شر کی پیچان رکھتا ہو، حقیقی عالم وہ ہے جو خیر کو پیچان کراس کی انتباع کرتا ہو اور شر کو پیچان کراس سے دور رہتا ہو۔

حقیقی عالم وہ نہیں ہے جو خیر اور شر میں تمیز کر سکتا ہو کہ یہ خیر ہے، یہ شر ہے، یہ اچھا ہے، یہ بُرا ہے، یہ جائز ہے، یہ ناجائز ہے، یہ حلال ہے، یہ حرام ہے، عام کہلانے جانے کے قابل تو وہ شخص ہے جو خیر کو پیچان کراس کی انتباع کرے اور شر کو پیچان کراس سے اجتناب کرے، یہ تب ہی ہوگا جب خشیت ہوگی اور خشیت تب ہی آئے گی جب تذکیہ ہوگا۔

تذکیہ کارستہ

اب سوال یہ ہے کہ تذکیہ کیسے ہوگا؟ آپ سب حضرات ارباب علم ہیں اور تذکیہ کارستہ اچھی طرح جانتے ہیں، مگر اس مرکز علم و عرفان میں بیٹھ کر اگر حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

اشعار کا تذکرہ نہ ہو تو مجلس ناقص رہے گی، حضرت فرماتے ہیں:

مجھے کچھ خبر نہیں تھی تیرا درد کیا ہے یا رب

ترزکیہ کے راستے سے اگر نہ گزرتا تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد کیا ہے اس کا پتا بھی نہ چلتا، شیخ
کامل کوتلاش کیا، ان کی صحبت ملی، توجہ ملی، رہنمائی ملی، اطلاع اور اتباع کی توفیق نصیب ہوئی
تو کچھ تھوڑی بہت سو جھ بوجھ آئی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی طلب کرنے کی چیز ہے، ورنہ پہلے
کبھی اس کا خیال بھی نہیں آتا تھا، ایک پینٹھ (۲۵) سال کی عمر کے دین دار شخص نے ایک
خانقاہ میں کچھ دن گزارنے کے بعد روتے ہوئے مجھ سے کہا کہ پینٹھ (۲۵) سال ضائع
ہو گئے، اب جا کے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی طلب کرنے کی چیز ہے، زندگی میں کبھی
کسی نے اس کی طرف متوجہ نہیں کیا، جہنم اور اللہ کے عذاب سے ڈر کر دین پر چلتے رہے،
پینٹھ (۲۰) سال کے بعد پہلی مرتبہ اللہ سے کہا کہ اے اللہ، اپنی محبت عطا فرماء!

مجھے کچھ خبر نہیں تھی تیرا درد کیا ہے یا رب

تیرے عاشقوں سے سیکھا تیرے سنگِ درپے مرا

کسی اہلِ دل کی صحبت جو ملی کسی کو اختر
اسے آگیا ہے جینا، اسے آگیا ہے مرا

اکبرالہ آبادی نے کہا تھا:

نہ کتابوں سے نہ عظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

حکیم اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا علماء کے بارے میں ایک قیمتی ملفوظ

حضرت حکیم اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کچھ کتاب کو کوئی پسند نہیں کرتا، اگر کوئی کھالے گا تو فوراً تھوک دے گا، لیکن اگر یہ کتاب تھوڑا وقت گرم تیل میں گزار لیں تو تیل میں داخل ہوتے ہی ان کی خوبیوں چاروں طرف محسوس ہوگی اور جو بھی کھائے گا وہ دل سے خوش ہوگا، مدارس سے فارغ ہونے والے فضلاء بھی کچھ کتاب کی طرح ہیں، جب تک یہ تیل میں داخل ہو کر اپنے کوتلواتے نہیں اور اپنی اصلاح نہیں کرواتے وہاں تک وہ محبوب نہیں بنتے، اگر یہ حضرات گرم تیل میں تھوڑا وقت گزار لیں، اپنے کو کسی ماہر اور کامل شیخ کے حوالے کر کے تلوالیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو تیل میں جاتے ہی ان کی خوبیوں محسوس ہونے لگے گی اور چاروں طرف سے لوگ ان کی طرف متوجہ ہوں گے، ان کی عزت ہوگی اور لوگ ان سے فائدہ اٹھائیں گے۔^۱

یہ گرم تیل کیا ہے؟ گرم تیل یہی ہے کہ مجاہدہ کر کے، نفس کو مجبور کر کے اپنے آپ کو مٹا کر کسی ماہر فن شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنی رائے کو فنا کر کے اپنے دل کی اصلاح کرائے، اپنا ترکیہ کرائے، جب دل کی اصلاح ہوگی، قلب کا ترکیہ ہو گا تو باطن حسین ہوگا، سوچ حسین ہوگی، جب سوچ حسین ہوگی تو قول عمل اچھا ہوگا، اور جب قول عمل اچھا ہو گا تو تعلیم اور تربیت بھی حسین ہوگی، باطن کا حسن جتنا بڑھتا چلا جائے گا تعلیم و تربیت کے حسن میں بھی اتنا ہی اضافہ ہوتا چلا جائے گا، اللہ تعالیٰ مجھے اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

آپ سب حضرات تو ماشاء اللہ کو شش کر ہی رہے ہیں، اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

^۱ باتیں ان کی یاد رہے گی، ص: ۱۱۳

میرے بھائیو! میں بغیر کسی غرض یا خوشامد کے یہ کہوں گا کہ ماشاء اللہ، اللہ تعالیٰ نے South Africa (جنوبی افریقہ) کو بہت نوازا ہے، یہاں اچھے اچھے علمی مرکز قائم ہو گئے ہیں جہاں ایسے اساتذہ تعلیم میں مشغول ہیں کہ مختلف ملکوں کے علماء اور صلحاء ان کو احترام کی لگا ہوں سے دیکھتے ہیں، اور ماشاء اللہ بزرگوں کی آمد و رفت کی برکت سے یہاں کے اچھے اچھے علماء نے گرم تیل میں غوطہ بھی لگایا، جس کے نتیجے میں روحانی اطباء وجود میں آئے جن کی خوشبو لوگوں کو اپنی طرف کھیچ رہی ہے، مدارس کی لائنس سے بھی علماء بہت اچھا کام کر رہے ہیں، خانقاہ کی لائنس سے بھی بہت اچھا کام ہو رہا ہے، میری آپ سب حضرات سے گزارش ہے کہ ان مشائخ کی قدر کرو، عموماً ہوتا یہ ہے کہ گھر کی مرغی دال کے برابر، جب یہ نہیں رہیں گے تو ہمیں افسوس ہو گا، ایسے وقت کے آنے سے پہلے ان سے خوب فائدہ اٹھالو۔

حضرت (مولانا عبدالجمید صاحب) کی موجودگی میں ان کے بارے میں کوئی بات کہنا مناسب نہیں ہے، مگر میں اپنا خود کا ایک ذاتی احساس عرض کر دیتا ہوں؛ جب بھی حضرت پر میری نظر پڑتی ہے تو میرا دل اندر سے کہتا ہے کہ هُو مِنْ رِجَالِ الْآخِرَة، یہ رجال آخرت میں سے ہیں، مجھے حضرت سے کوئی دنیوی غرض نہیں ہے، حضرت سے میری رشتہ داری ہے، آپ میرے cousin (رشتہ دار) ہوتے ہیں، ٹیلی فون، خط و کتابت وغیرہ سے رابطہ بھی نہ ہونے کے برابر ہے، مگر قلبی ربط جانبین سے ہے، میرے دل میں حضرت کے لئے محبت اور احترام ہے اور حضرت کے دل میں بھی میرے لئے شفقت اور محبت ہے، میں حضرت کو میرے ان بزرگوں میں سے سمجھتا ہوں جن کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ میرے کاموں میں فضل فرماتے ہیں، حضرت اور حضرت جیسے اور بھی بہت سارے ارباب علم و فضل

ہیں، ارباب نسبت ہیں، ان کی طرف آپ حضرات رجوع کریں اور اپنی اصلاح کرائیں، حضرات علماء میں سے اکثر بیعت تو ہو چکے ہوتے ہیں، بس اس سلسلے کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے، خوب کوشش ہو کہ دل اچھا ہو جائے، اس لئے کہ دل اچھا ہو گا تو اعمال اچھے ہوں گے، پھر دیکھو کہ تعلیم، تبلیغ اور تربیت کے کام میں کیسی برکت ہوتی ہے۔

صاحب نسبت ہونے کی دلیل

حضرت شاہ عبدالقدار صاحب رائپوری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت، یہ کیسے پتا چلتا ہے کہ ایک شخص کو استقامت حاصل ہو گئی ہے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب یہ کیفیت ہو جائے کہ جب تک ذکر پورانہ کر لے بے قراری رہے اور سکون اور سرورتب ملے جب ذکر پورا ہو جائے، جب اس درجے پر پہنچ جاتا ہے تو اس کا تمام وجود ہی تبلیغ ہو جاتا ہے، اور اس حالت سے پہلے اس نے جو کچھ کیا ہوتا ہے وہ اس کا مجاہدہ ہوتا ہے۔ ۔

جب کوئی کسی شیخ سے اپنے آپ کو وابستہ کر کے معمولات اور ذکر کی پابندی کے ساتھ مجاہدہ یعنی نفس کی مخالفت کے ذریعے اپنی اصلاح کرتا ہے تو اس کا تزکیہ ہو جاتا ہے اور وہ مقامِ احسان پر پہنچ جاتا ہے، اب اسے ذکر کے بغیر سکون نہیں ملتا، یہ اب صاحب نسبت ہو گیا، اللہ والا ہو گیا، اب اللہ تعالیٰ اس سے جو کام لینا منظور ہوتا ہے لے لیتا ہے، اس کو مثال سے سمجھیں! اگر مجھے اس وقت پانی کی ضرورت ہو تو میں اُس سے کہوں گا جس کو میں اپنا سمجھتا ہوں، جو میری نظر میں پر ایا ہو گا اس کو نہیں کہوں گا، اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنا کام اپنوں سے لیتے ہیں، اسی لئے حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں کہ بندہ جب اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کام کی طرف متوجہ کر دیتے ہیں جو اس سے لینا ہوتا ہے، چاہے وہ

تلیغ ہو یا تدریس ہو یا تصنیف ہو یا تزکیہ ہو۔ لے

دعا

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو قبول فرمائیں اور توفیق عطا فرمائیں، اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی رضا کی خاطر جنوبی افریقہ میں، انگلینڈ میں اور جنوبی شریفین میں بار بار ملاقات کی سعادت نصیب فرمائیں، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی اپنے عرش کے سایے کے نیچے ہماری ملاقات کرائیں، اللہ تعالیٰ ہمیں جتنی الفردوس میں بھی انبیاء، صد ایقین، شہداء، صحاباء اور اولیاء کے ساتھ اکٹھا رکھیں اور جنت کے دسترخوان پر جمع فرمائیں۔ (آمین)

میں آپ سب حضرات کا، بالخصوص حضرت کا بہت زیادہ مشکور و ممنون ہوں کہ میرے جیسے حقیر شخص کو حیثیت دی اور بہت اہمیت دی، آپ سب حضرات سے میری درخواست ہے کہ میرے لئے دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایمان پر رکھیں اور حسن خاتمه نصیب کریں۔ (آمین)

کر	اللہ	اللہ	دم	ہر
نور	سے	اپنا	سینہ	بھر
جئے	تو	اس	کا	کر جی
مرے	تو	اس	کا	ہو کر مر

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی أَلٰهٖ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

معلمین و مدرسین کے لئے قیمتی نصائح

حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم

جامع ریاض العلوم (اسلامک عوہ اکیڈمی، برطانیہ) کے دو فاضل، مولوی نور محمد ڈاہیسلمہ اور مولوی عمران کسک سلسلہ کو جب الفلاح اکیڈمی (لوسا کا، زامبیا) میں عربی درجات پڑھانے کی ذمہ داری دی گئی تو انہوں نے حضرت دامت برکاتہم کو اطلاع دے کر دعا اور نصیحت کی درخواست کی، جواب میں ان کو قیمتی نصیحتوں پر مشتمل یہ text بھیجا گیا:

ان کی تعلیم اور تربیت کی فکر کیجئے۔

(۹) ادارے کو اپنا سمجھنے اور اس کے اصول،

ضوابط اور policies کا احترام کیجئے۔

(۱۰) علم کی محنت کے ساتھ اپنی زندگی کو عمل والی

بنانے کی بھی خوب فکر کیجئے۔

(۱۱) ہر وقت اخلاص پر نظر رہے اور جو کچھ کیا

جائے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو۔

(۱۲) مذکورہ امور کے ساتھ اپنے نااہل اور غیر

مستحق ہونے کے احساس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا

خوب شکر کرتے رہیں اور اس کی بارگاہ میں ہاتھ

اٹھا کر عاجزی کے ساتھ مدد اور توفیق کا سوال

کرتے رہیں۔

بندہ بھی دعاوں کا بہت محتاج ہے۔

والسلام

آپ کا محمد سلیم

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

بہت خوشی ہوئی، اللہ تعالیٰ مرتبے دم تک اخلاص کے ساتھ اسی میں لگائے رکھے۔

(۱) خوب مطالعہ کر کے اچھی طرح تیاری کیجئے۔

(۲) حاضری کا خوب اہتمام کیجئے۔

(۳) وقت پر جسم، دل اور دماغ کے ساتھ حاضر رہا کیجئے۔

(۴) درس گاہ میں مفتوضہ کام کے علاوہ دوسرے کسی کام کا سوچیں بھی نہیں۔

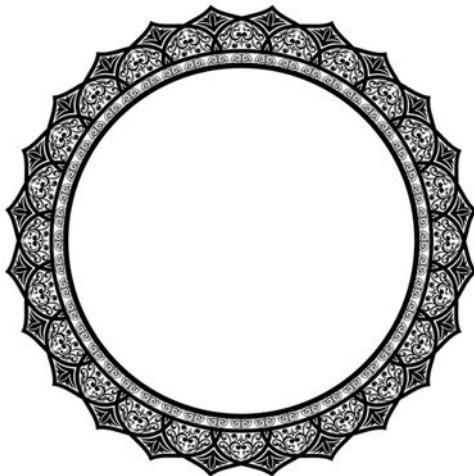
(۵) خوب محنت سے پڑھائیں۔

(۶) جوبات سمجھ میں نہ آئے، کسی کو پوچھنے میں شرم محسوس نہ کیجئے۔

(۷) طلبہ کا سبق دھیان سے اور شوق سے سنیں۔

(۸) طلبہ کو اپنی آخرت کی کیجتن اور سمجھیں اور اپنی اولاد کی طرح investment

مدرسین کے لئے مختصر مگر کام کی باتیں



حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یونیورسٹی



..... تفصیلات

مدرسین کے لئے مختصر مکر کام کی باتیں	:	وعظ کا نام
حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم	:	صاحب وعظ
رنج الاول ۱۳۲۳ھ، مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۰۴ء	:	تاریخ وعظ
الفلاح اکیڈمی، لوسا کا، زامبیا	:	مقام وعظ



مدرسین کے لئے مختصر مگر کام کی باتیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ، أَمَّا بَعْدُ:

تذکیرہ اور اصلاح نفس کی فکر

جو حضرات مدارس میں خدمت انجام دے رہے ہیں، ان کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ طلبہ کو عمدہ اور پختہ تعلیم دے کر ان کی اچھی تربیت کر کے ایسے رجال تیار کریں جو امت کو سنبھال سکے اور اس کی صحیح رہنمائی کر سکے۔

اچھی تعلیم اور اچھی تربیت کے لئے معلم اور مری میں دو چیزیں بہت ضروری ہیں؛ ایک یہ کہ باطن اعلیٰ درجے کا ہو اور دوسرا یہ کہ علمی استعداد ٹھووس اور پختہ ہو، ہمارے باطن کی جتنی ترقی ہو گی اور ہماری علمی استعداد جتنی پختہ اور ٹھووس ہو گی، ہماری تعلیم اور تربیت اتنی ہی پختہ اور بہتر ہو گی۔

جب ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم طلبہ کو عمدہ تعلیم اور اچھی تربیت دے کر امت کو سنبھالنے والے افراد تیار کریں، تو بہت ضروری ہے کہ ہم ان دونوں اسباب کی طرف پوری توجہ کریں جو اس مقصد میں کامیابی کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہیں، اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی خود کی اصلاح کی طرف توجہ کریں، اپنے تذکیرہ کی فکر کریں، اس سلسلے میں بار بار اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے، معمولات کی بہت زیادہ پاندی ہونی چاہئے، اور مجاہدہ یعنی مخالفت نفس کا اہتمام کر کے اعمال صالحہ کو بجالانا چاہئے، اگر ہماری اپنی اصلاح ہی نہیں ہو گی تو ہم سے کسی اور کو کیا فائدہ پہنچے گا؟ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

الْأَعْمَالُ السَّيِّئَةُ دَاعٌ وَالْعَلَمَاءُ دَوَاءُ، فَإِذَا فَسَدَ الْعَلَمَاءُ فَمَنْ

یَشْفِيْنَ الدَّاءَ لَهُ

بُرَءَ اعْمَالٍ بِمَا رِيَالٌ هُنَّ اُولَئِكَ الَّذِينَ لَمْ يَعْلَمُوا، عَلَمَهُمْ هُنَّ أَكْبَرُ بُطُوشًا جَاءُهُمْ لِيَعْتَصِمُوا
دَوَاهِيْنَ أَكْرَبَهُمْ هُوَ جَانِبُهُ تَوَبَّهُارِيْاً كَأَزَالَهُ كَيْسَهُ هُوَغَا؟

اس لئے پہلی بات یہ ہے کہ ہم اصلاح اور ترقی کی فکر کریں تاکہ ہم روحانی اعتبار سے تندرست ہو جائیں اور ہمارے پاس بیٹھنے والا ہر شخص فائدہ محسوس کرے۔

علمی استعداد کو خوب مضبوط کریں اور درس کے لئے اچھی طرح تیاری کریں

دوسری بات یہ ہے کہ ہم اپنی علمی استعداد کو خوب مضبوط کریں، جو اباق ہمارے سپرد کئے گئے ہیں ان کے لئے خوب تیاری کریں، صرف کتاب کو نہیں، بلکہ فن کو سمجھیں، کتاب کو غور سے دیکھیں، پہلا مرحلہ ہوتا ہے کتاب کو سمجھنا، ہر جملے کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کریں، اس کے لئے حل لغات، حل عبارت ضروری ہے، ماہین السطور، حاشیہ اور شروحدات کا اچھی طرح مطالعہ ہو، اس فن سے رکھنے والی دوسری کتابوں پر بھی نظر ہو، جب کتاب حل ہو جائے اور سمجھ میں آجائے تو اب دوسرام مرحلہ ہے سمجھانا۔

اب یہ سوچنا ہے کہ مجھے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں وہ طلبہ کے سامنے کس طرح پیش کروں؟ اس عبارت کے لئے ماہین السطور یہ لکھا ہے، حاشیہ میں یہ لکھا ہے، فلاں شرح میں یہ لکھا ہے اور فلاں شرح میں یہ، ان سب چیزوں کو طلبہ کے سامنے کس ترتیب سے بیان کروں؟ اچھی طرح ذہن نشین کرنے کے لئے کون سی مثال مناسب ہوگی؟ یہ جگہ مشکل ہے، یہ جگہ آسان ہے، یہ مضمون مختصر ہے، یہ طویل ہے، خوب اچھی طرح سمجھ کر تیاری کر کے درس گاہ میں جانا چاہئے، درس گاہ میں داخل ہونے سے پہلے ہر مدرس کو چاہئے کہ وہ اپنے فنی سے پوچھئے کہ آج کے سبق کے لئے جتنی تیاری

کرنی چاہئے تھی، کر کے آیا ہوں یا نہیں؟ اسی طرح سبق سے فارغ ہو کر درس گاہ سے نکلنے کے بعد بھی سوال کرے کہ کیا اس سبق کو پڑھانے کے لئے جتنی ability (صلاحیت) اللہ تعالیٰ نے مجھے دی ہے اس کو میں نے کما حلقہ استعمال کیا یا نہیں؟ بہر حال خوب محنت ہو، اچھی طرح مطالعہ ہو اور اچھی طرح پڑھانا ہو۔

وقت کی پابندی اور اس کا صحیح استعمال

پھر وقت پر آنا چاہئے اور وقت پر جانا چاہئے، بلکہ وقت سے پہلے آنا چاہئے اور وقت کے بعد جانا چاہئے، ہم جسم، دل اور دماغ کے ساتھ سبق میں حاضر ہیں اور پورا وقت طلبہ پر خرچ کریں، کلاس کے دوران موبائل کا استعمال بالکل نہ ہو، اسے تم silent (خاموش) پر رکھیں، بلکہ off (بند) ہی کر دیں، اس طرح سب متعلقین کو پتا چل جائے گا کہ پڑھانے کے اوقات میں یہ نہ فون اٹھاتے ہیں نہ message (ایس ایم ایس) دیکھتے ہیں، اگر اس وقت کوئی emergency (شدید ضرورت) ہوگی تو وہ دوسرا ذریعہ اختیار کر کے رابطہ کر لیں گے، اگر free period (فارغ گھنٹہ) ہے اور اس میں آپ نے message (ایس ایم ایس) دیکھ لیا تب کوئی حرج نہیں ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ اس وقت بھی نہ دیکھیں تاکہ ذہن distract (منتشر) نہ ہو، اس فارغ گھنٹے کو آگے والے سبق کی تیاری کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔

سبق کے اوقات میں اساتذہ کا آپس میں بات چیت کرنا غلط بات ہے، یہ اچھی بات نہیں ہے کہ طلبہ درس گاہ میں انتظار کر رہے ہیں اور اساتذہ کسی دوسرے کام میں مشغول ہیں، وقت کی پانپندری ہو اور پوری توجہ اور پورے دھیان کے ساتھ طلبہ پر محنت ہو، امتحان کے زمانے میں بھی یہ خیال نہ آئے کہ طلبہ خود دور کر لیں گے، نہیں، ہمیں ان کا تعاون کرنا چاہئے تاکہ وہ سستی اور غفلت کے شکار نہ ہوں، اگر استاذ طلبہ سے کہے کہ میں روزانہ دو رسنوں گا تو وہ تسویف سے بچیں گے، اگر ہم انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں گے تو، کل، کل، میں ان کا دور رہ جائے گا اور امتحان کے لئے

تیاری نہیں کر سکیں گے، نتیجہ ان کا علمی نقصان ہو گا، اس صورت میں ہمارا اپنے شاگردوں کے ساتھ خیرخواہی کا معاملہ نہیں ہو گا۔

اصلاح کے لئے اپنے شیخ سے رابطے کا اہتمام

اصلاح کے سلسلے میں اپنے شیخ سے برابر رابطے میں رہنا چاہئے، دو مہینے کا target (هدف) بنایا کر ہر دو مہینے کے احوال سے اپنے شیخ کو بذریعہ ای میل (email) یا خط مطلع کرنا چاہئے، اور اگر اس میں تاخیر ہوئی تو تین مہینے پر تو ایک دن بھی نہیں بڑھنا چاہئے، اس سلسلے کو شروع کرنے کا ہمیں اسی وقت فیصلہ کر کے اس مہینے کے اخیر تک ایک خط بھیج دینا چاہئے، اس کے بعد اعتماد اور انقیاد کے ساتھ یہ سلسلہ جاری رکھنا چاہئے اور اطلاع کے ساتھ انتباع کا بھی اہتمام ہونا چاہئے۔

معمولات کی پابندی

معمولات اور ذکر کی خوب پابندی ہو، تدبر کے ساتھ تلاوتِ کلام پاک کا التزام ہو، مسنون دعاؤں کا بھی معانی کے استحضار کے ساتھ اہتمام ہو، مسنون دعا میں جتنی ہو سکیں یاد کر کے پڑھنی چاہئے، اس سے راہ سلوک میں بھی خوب ترقی ہو گی۔

نظام الاموال اور اس کی پابندی

تو دو چیزیں بہت اہم ہیں؛ اصلاح اور تذکیرہ کی فکر اور علمی استعداد کو پختہ کرنا، اور ان دونوں میں کامیابی کے لئے timetable (نظام الاموال) ضروری ہے، نظام الاموال مقرر کر کے پابندی کے ساتھ اس کے مطابق چلنا چاہئے، نظام الاموال کے خلاف چلنے میں نقصان ہے، مثال کے طور پر کسی نے یہ نظام الاموال بنایا کہ مجھے شام کا کھانا عشاء کی نماز کے بعد کھانا ہے، اب عشاء کے بعد وہ کسی کے ساتھ باتوں میں لگ گئے، گھر تاخیر سے پہنچیں گے، نتیجہ یہ ہو گا کہ کھانے کے بعد جو مطالعہ یا سونے کا نظام ہے اس میں تاخیر ہو گی، اس کے نتیجے میں جلدی اٹھنے کا جو پروگرام ہے

اس میں بھی خلل واقع ہوگا، تو نظام الاوقات بنانے کا پابندی کے ساتھ اس کے مطابق چلنا چاہئے، نظام الاوقات سے آپ کو اپنے کام میں بہت مدد ملے گی اور اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل ہوگی، نظام الاوقات کے بغیر اصلاح اور علمی محنت میں کماحقہ کامیابی نہیں ملے گی۔

تفویٰ کے ساتھ اعمال صالحہ کا اہتمام

ہر معلم کو تقوے والی زندگی اختیار کرنی چاہئے، اپنے نفس کی مخالفت کر کے اللہ کو ناراض کرنے والے ہر کام سے بچنا چاہئے، فرائض واجبات کا اہتمام ہو اور حرام اور مکروہات تحریمیہ سے اجتناب، اس کے ساتھ سنن و مستحبات اور نوافل کا جتنا ہو سکے اہتمام ہو، یہ مخالفت نفس اور مجاهدے کے دو درجے ہیں جنہیں اس حدیث قدیٰ میں بیان کیا گیا ہے:

وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيُّ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ، وَمَا

يَرَأُ عَبْدِيُّ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ لَهُ

پہلے جملے میں فرض، واجب، حرام اور مکروہات تحریمیہ کا ذکر ہے اور دوسرے میں سنن، مستحبات اور نوافل کا، دونوں قسم کے مجاہدوں کو اختیار کرنا چاہئے، ایسا کرنے سے بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے، اگر اس مخالفت نفس کی کوشش کے باوجود غررش ہو جائے اور گناہ کا ارتکاب ہو جائے تو فوراً توبہ کرنی چاہئے، بار بار اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے اس لئے کہ محاسبہ کی برکت سے اپنا قصور نظر آئے گا اور توبہ کی توفیق ملے گی۔

إِنَّ اللَّهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ ثَمُّهَاۤ

تم جہاں کہیں بھی ہوں، اللہ کو ناراض کرنے والی چیزوں سے بچو، اور (اگر براہی

درستین کے لئے مختصر گرام کی باتیں

ہو جائے تو اس) براہی کے پیچھے اچھائی کو لاوتا کہ یہ اچھائی اُس براہی کو مٹا دے۔

ہر ایک کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا چاہئے

ہر ایک کے ساتھ اخلاق اور تواضع کے ساتھ پیش آنا چاہئے، اگر دل میں کچھ روگ ہے پھر بھی حسن اخلاق سے پیش آنا چاہئے، اپنی طبیعت پر بوجھ ڈال کر حسن اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا دل پر بھی اثر پڑے گا، اس کی صفائی ہوگی اور وہ بھی ساتھ دے گا، حسد اور کبر کی گندگی کو قریب بھی نہیں آنے دینا چاہئے، اور اگر ہے تو ان سے نجات پانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے، زبان سے ہمیشہ اچھی باتیں ہونی چاہئے، اچھی باتیں کرنے سے اچھائی پھیلتی ہے جب کہ بُری باتیں کرنے سے بُرائی پھیلتی ہے، مخالفین کے ساتھ بھی ہمیشہ اچھا برداشت ہونا چاہئے۔

﴿إِذْ فَعَلَتِي هِيَ أَحَسْنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةً كَانَهُ

وَلِيُّ حَمِيمٌ﴾ (حمد السجدہ: ۳۲)

میرا پنا تجربہ ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق والا برداشت کیا، جہاں کہیں ملے اکرام اور احترام سے پیش آیا، ان کے بارے میں غالبہ بھی اچھے کلمات کہے تو الحمد للہ کامیابی ملی اور جو دوری تھی وہ ختم ہوئی، اور اگر ہمارے حسن اخلاق کے باوجود کسی کے رویے میں فرق نہ آئے تو ہمارا کیا نقصان ہے؟ اگر خلوص ہو گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہی فائدہ ہے، اس مجاہدے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں ترقی سے مالا مال کرے گا۔

ہردارے کو تعلیم و تربیت میں مثالی ہونا چاہئے

ہمارا یہ ادارہ تعلیم میں، تربیت میں مثالی ہونا چاہئے، اور اس بات میں بھی مثالی ہونا چاہئے کہ ہم ہر ایک کے ساتھ پیار محبت سے مل جل کر رہتے ہیں، (دوریاں) gaps (دوریاں) نہیں ہونی چاہئے، اور

اگر ہیں تو ان کو bridge (ختم) کرنا چاہئے، اپنے آپ کو اس طرح سمجھانا چاہئے کہ دوسرے اداروں سے، دوسری جماعتوں سے اور دوسرے علماء سے اگر gap (دوری) رہی تو دین کا اور امت کا نقصان ہو گا، چلو دین اور امت کو نقصان سے بچانے کے لئے ہم جھک جاتے ہیں۔

قاعدے قانون سے تربیت نہیں ہوگی

اسی طرح بچوں کی ذہنی تربیت کا بھی خوب اہتمام ہو اس لئے کہ صرف قاعدے قانون بنالینے سے تربیت نہیں ہوگی، طلبہ جب تک ادارے میں رہیں گے عمل کریں گے، ادارے کے باہر سب کچھ چھوڑ دیں گے، تو طلبہ کی بہت اچھی ذہنی تربیت کرنی چاہئے اور ان کے اخلاق اور اعمال کی نگرانی بھی کرنی چاہئے۔

سب کے لئے دعا کا اہتمام

ان سب کوششوں کے ساتھ ان میں کامیابی کے لئے دعاؤں کا بہت اہتمام ہو، اپنے لئے، اپنے طلبہ کے لئے، اساتذہ کے لئے، ارباب اہتمام کے لئے اور ادارے کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے، اپنے اس ادارے کے ساتھ اپنی مادر علمی کے لئے بھی دعا کا اہتمام ہونا چاہئے اس لئے کہ سیرابی کا جو کام یہاں ہو رہا ہے وہ اُسی سمندر کی برکت ہے، اسی طرح اپنے روحانی اور علمی دونوں سلسلوں کے لئے ایصالِ ثواب اور دعا کا بھی اہتمام ہو، اس کے علاوہ پوری دنیا میں باقی جتنے سلاسل ہیں، جتنے مدارس ہیں، جتنے دینی کام ہیں ان سب کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے، اس لئے کہ وہ بھی ہمارے اپنے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دیں۔

وَآخْرُ دَعْوَانَا أَنَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

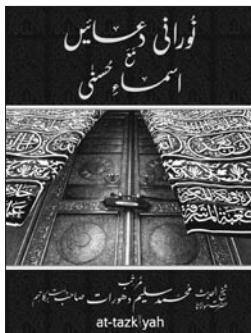
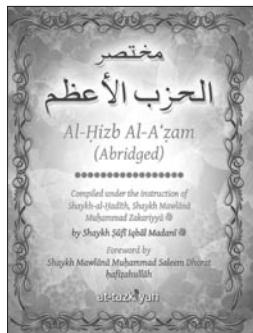
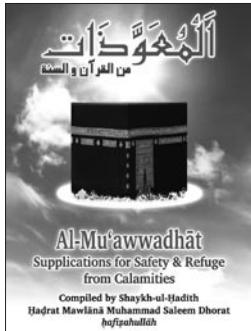
وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَكْلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

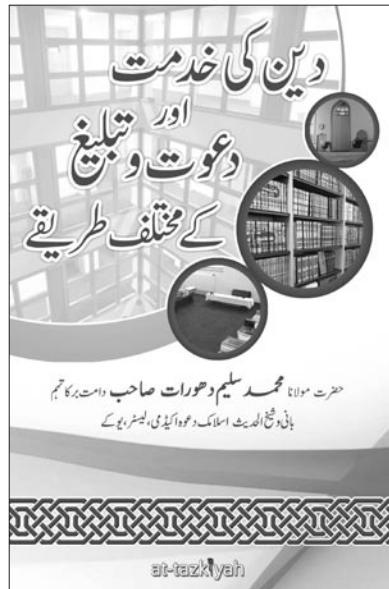
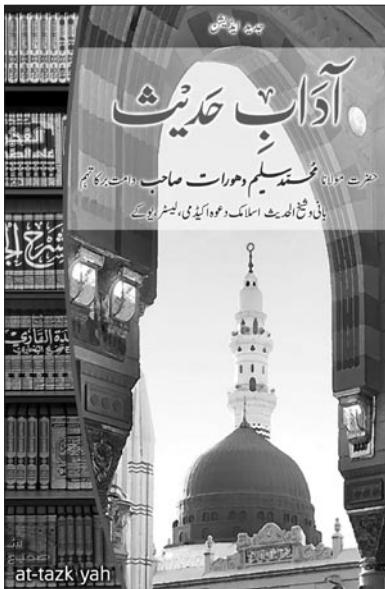
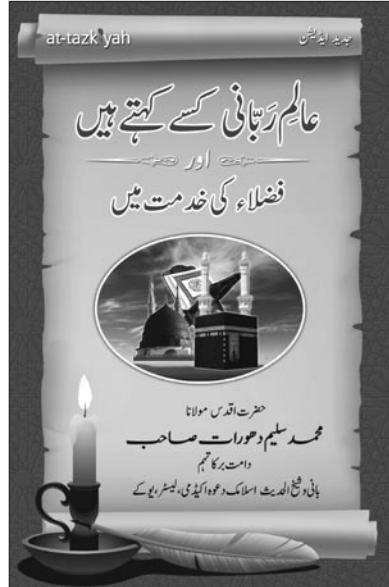
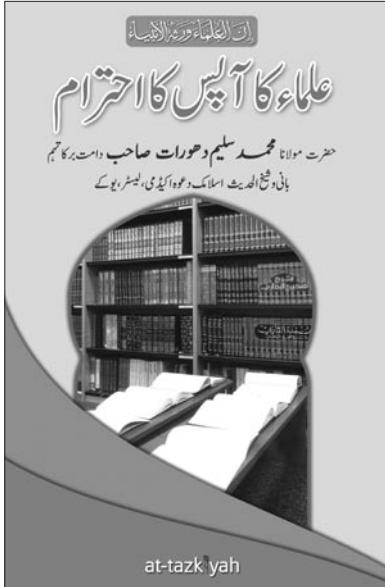
مأخذ و مراجع

نº	كتاب	مصنف / مؤلف	المكتبة
١	صحیح البخاری	الإمام البخاري	دار التأصیل
٢	سنن الترمذی	الإمام أبو عيسى الترمذی	دار التأصیل
٣	شعب الإيمان	الإمام البیهقی	دار الكتب العلمية، بيروت
٤	حلیة الأولیاء	الإمام أبو نعیم الأصبهانی	دار الفكر، بيروت
٥	مرقاۃ المفاتیح	ملّا علی القاری	دار الكتب العلمية، بيروت
٦	التمهید	الإمام ابن عبد البر الأندرلسي	دار الوعي، القاهرة
٧	تذکرة الحفاظ	العلامة الذہبی	دار إحياء التراث العربي، بيروت
٨	تهذیب التهذیب	العلامة ابن حجر العسقلانی	مؤسسة الرسالة، بيروت
٩	تهذیب الكمال	الحافظ المزّی	مؤسسة الرسالة، بيروت
١٠	سیر أعلام النبلاء	العلامة الذہبی	مؤسسة الرسالة، بيروت
١١	طبقات الکبری	ابن سعد	دار الكتب العلمية، بيروت
١٢	طبقات الحنابلة	الإمام ابن أبي يعلى الحنبلي	دار الكتب العلمية، بيروت
١٣	تاریخ الإسلام ووفیات المشاهير والأعلام	العلامة الذہبی	دار الغرب الإسلامي، تونس
١٤	المنتظم	الإمام ابن الجوزی	دار الكتب العلمية، بيروت
١٥	صفة الصفوۃ	الإمام ابن الجوزی	دار الحديث، القاهرة
١٦	مناقب الإمام أحمد	الإمام ابن الجوزی	دار هجر، مصر
١٧	بلغ الأمانی	الشيخ محمد زاہد الكوثری	المکتبة الأزھریة للتراث، القاهرة
١٨	الجامع لأخلاق الروای وآداب المسامع	الخطیب البغدادی	دار ابن الجوزی، الدمام

١٩	ابحثاء علوم الدين	الإمام الغزالى	دار المنهاج، جدة
٢٠	اصلاحی مواعظ	مولانا محمد يوسف لدھیانوی صاحب	ملکتبہ لدھیانوی، کراچی
٢١	اصلاحی تقریریں	مفتي محمد تقی عثمانی صاحب	میمن پشاورز، کراچی
٢٢	اصلاحی مجالس	مفتي محمد تقی عثمانی صاحب	میمن پشاورز، کراچی
٢٣	روح کی بیماریاں اور ان کا علاج	شاہ حکیم محمد اختر صاحب	كتب خانہ مظہری، کراچی
٢٤	باتین ان کی یاد رہے گی	شاہ حکیم محمد اختر صاحب	كتب خانہ مظہری، کراچی
٢٥	ختم بخاری شریف	مفتي محمد تقی عثمانی صاحب	اسلامک دعوه اکیڈمی، لیسٹر
٢٦	ماہنامہ ملیتیہ	ماہنامہ ملیتیہ، فیصل آباد	ماہنامہ ملیتیہ، فیصل آباد

دیگر مطبوعات





at-tazkiyah

e-mail: publications@at-tazkiyah.com

www.at-tazkiyah.com